بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

واللہ متم نورہ ولو کرہ الکفرون

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

انہ اوی القریۃ

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

عوام سے	صہ
خواص و معاونین سے	عہ
ہندوستان سے باہر	۷
غیر مذاہب والون سے	۱۲
اپنی جماعت کے غیر مستطیع ...	عہ ۱۲

نمبر ۲۵ و ۲۶ دارالامان قادیان مورخہ ۳۱ جولائی و ۱۰ اگست سنہ ۱۹۰۶ء جلد ۸

مسیح موعود کی صلح کاری اور امان کا لوا

آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا ہے اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرما دیا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں ہمارے طرف سے امان اور صلح کاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا

حضرت اقدس گورداسپور میں

اعلیٰحضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارادہ فرمایا ہے کہ جب تک مقدمہ کی پیروی ضروری ہے اس وقت تک عارضی طور پر گورداسپور ہی میں جا ٹھہرین۔ چنانچہ اس غرض کے پورا کرنے کیلئے گورداسپور مین ایک اور وسیع مکان پہلے مکان کے علاوہ لیا گیا ہے۔ جہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اہل بیت اور دوسری خادم مستورات رہین گی۔ مہمانون کیلئے وہی پہلا مکان اگر کافی نہ ہوا تو تجویز ہے کہ کوئی اور وسیع مکان لیا جاوے۔

نا عاقبت اندیش لوگ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس عزم و استقلال پر بجائے اسکے کہ غور کرتے اور کوئی مفید سبق لیتے اپنی معمولی کور بختی کی وجہ سے ہنسی اڑاتے مین مگر وہ یاد رکھین۔ اللہ یستھزئ بھم ویمدھم فی طغیانھم یعمھون۔

انبیاء علیہم السلام کی سیرۃ سے جو لوگ واقف ہیں اور جنہون نے اس پر غور کیا ہے وہ حضرت حجۃ اللہ کے اس استقلال اور عزم سے نہایت مفید سبق لیتے ہیں اور ان کے ایمان ترقی کرتے ہیں۔ لیکن جنکے ... کے موافق ضروری ہے کہ ایک گروہ ایسا بھی ہو جو زادھم رجسا علی رجسھم کا مصداق ہو۔ بہرحال ۱۳ اگست سنہ ۱۹۰۶ء کو اعلیٰحضرت انشاء اللہ العزیز گورداسپور تشریف لیجانے کے عازم ہیں اور جبتک اللہ تعالیٰ چاہے آپ گورداسپور مین مقیم رہیں گے۔ اس لئے احباب جو حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت اور آپکے فیض سے مستفیض ہونے کیلئے قادیان آنے کیلئے طیار ہون وہ دوسری اطلاع تک گورداسپور تشریف لاوین۔

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بخیریت ہیں۔

۲۔ بارش ابھی عام ہو چکی ہے۔ اور ابھی برحسب آسمان کے ...

۳۔ ۹ اگست سنہ ۱۹۰۶ء کو جناب بابو ہری چرن داس صاحب اسسٹنٹ انسپکٹر حلقہ جالندھر نے تعلیم الاسلام قادیان کا معائنہ کیا۔ آپ ایک با اخلاق اور علم دوست بزرگ ہیں اور سادگی پسند ہیں۔ معائنہ کے تمام وقت میں ہم گویا آپ کے ساتھ تھے۔ ہماری خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی جب ہم یہ دیکھتے تھے کہ ہمارے کارکن ہمارے مفتی محمد صادق صاحب سپرنٹنڈنٹ و ہیڈماسٹر نے وہ تمام ضروری کاغذات جو انسپکٹر صاحب کو مطلوب ہوسکتے تھے اپنی فہرست اور قابلیت سے قبل از وقت طیار کر رکھے تھے جنکو دیکھکر انسپکٹر صاحب نہایت محظوظ ہوئے۔ اور رجسٹروں کی صفائی سے بھی بہت خوش ہوئے۔ دوران معائنہ میں جب وہ نصاب تعلیم کا نقشہ دیکھ رہے تھے نصاب مین عبرانی دیکھ کر حیران ہوئے اور پوچھا کہ عبرانی کون پڑھاتا ہے جب مفتی صاحب نے کہا کہ مین پڑھاتا ہون اور میں نے اسمین بی اے پاس کیا ہے تو آپ کو اور بھی حیرت ہوئی۔ مفتی صاحب نے عبرانی پڑھنے کی غرض یہی بتلائی کہ بائیبل کو اصل زبان مین پڑھنے کیلئے اس زبان کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم سے پڑھاتا ہون۔ غرض آپ نہایت غور اور خوشی کے ساتھ معائنہ کرتے رہے اور مندرجہ ذیل اپنی رائے بک مین لکھی ہے جو ہم اپنی قوم کی توجہ کیلئے درج کرتے ہیں بعض ضروری ریمارک ہم پھر کبھی لکھین گے۔ انشاء اللہ۔

رائے انسپکٹر صاحب

میں نے ۹ اگست سنہ ۱۹۰۶ء کو تعلیم الاسلام انگریزی سکول قادیان کا معائنہ کیا منظوری مدرسہ کے شرائط کی پوری تفصیل جناب انسپکٹر صاحب بہادر کے ملاحظہ کے لئے ایک رپورٹ میں درج ہے مدرسہ کی عمارات میں بڑھا یا گیا ہے فیس کی شرح سرکاری اور بورڈ سکولوں کی شرح سے ... کے قریب ہے۔ اور معافی فیس اور نصف فیس والے طلباء کی تعداد بھی ضابطہ تعلیم کے مطابق رکھی گئی ہے۔ قواعد مابین المدارس کی ہمیشہ پابندی کیجاتی ہے۔ مدرسین کے علاوہ ایک مدرس بی اے زیادہ کیا گیا ہے تمام رجسٹر صاف اور مکمل ہیں مدرسہ طاعون کیوجہ سے یکم اپریل سنہ ۱۹۰۶ء سے جون سنہ ۱۹۰۶ء تک بند رہا ہے۔ تمام مکانات صاف ستھرے ہیں اور اس مدرسہ کے تمام کاروبار میں ایک ایسی سنجیدگی اور حسن انتظام کی خوشبو آتی ہے جو نہایت ہی قابل تعریف ہے میری رائے میں یہ مدرسہ اب بالکل اس قابل ہے کہ سررشتہ تعلیم اسکو منظور کرے۔

حاضری طلباء حسب ذیل تھی۔

ہائی ڈیپارٹمنٹ

جماعت		حاضر / کل	میزان
ہفتم ہائی	=	۸/۸	میزان ۱۱/۱۱
ہشتم ہائی	=	۳/۳	

مڈل

جماعت		حاضر / کل	میزان
سوم مڈل	=	۶/۶	
دوم "	=	۱۴/۱۴	میزان ۲۷/۲۷
اول "	=	۷/۷	

اپر پرائمری

جماعت		حاضر / کل	میزان
پنجم پرائمری	=	۱۴/۱۴	
چہارم "	=	۱۵/۱۵	
سوم "	=	۲۲/۲۴	میزان ۹۳/۹۷
دوم "	=	۱۸/۱۸	
اول "	=	۲۴/۲۶	

کل مسلمان	۱۳۵	میزان ۱۳۸
ہندو	۳	

میں ہیڈ ماسٹر مدرسہ یعنی منشی محمد صادق صاحب کا بہت ہی احسان مند ہون کہ انہون نے مجھے مدرسہ کے معائنہ میں اور رجسٹرون کے ملاحظہ کرنے میں بہت ہی مدد دی ہے۔ مقام قادیان ۹ اگست سنہ ۱۹۰۶ء دستخط

لئے اور تمہارے ساتھ کے درویشوں کے لئے ہے اس رؤیا کو عرصہ قریباً ۳۰ سال کا ہو گیا ہو گا۔

رؤیا ثانی۔ فرمایا ایک فرشتہ کو میں نے ۲۰ برس کے نوجوان کی شکل میں دیکھا صورت اسکی مثل انگریزوں کے تھی۔ اور میز کرسی لگائے ہوئے بیٹھا ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ آپ بہت ہی خوبصورت ہیں اس نے کہا کہ ہاں میں درشنی آدمی ہوں۔ یہ رؤیا کوئی ۲۵ برس کا ہو گا۔

عبرت عادت اللہ یہی ہے کہ جب انسان امن کے زمانہ میں ہو اور وہ گند جاوے اور اس اثنا میں کوئی رجوع خدا کیطرف حقیقی اور اخلاص سے نہ کیا ہو تو پھر خطرناک زمانہ میں واویلا شور مچانا اس کے کام آیا نہیں کرتے۔ یہ تو وہی فرعون کی مثال ہوئی کہ جب ڈوبنے لگا تو کہا کہ اب میں موسےٰ اور ہارون کے خدا پر ایمان لایا مشکل یہ ہے کہ دنیا داروں کو ان کے اپنے سلسلوں اور پیچ در پیچ معاملات سے ہرگز فرصت نہیں ہے کہ وہ دین کی اصلاح کیطرف متوجہ ہوں اور خدا کا خوف بھی محسوس کریں اگر کچھ خوف ہو تو گورنمنٹ کا اور امید ہے تو اسباب سے یا اپنے مکر و فریب سے اس زمانہ میں جو توکل کا نام لے وہ دیوانہ اور مخبوط الحواس ہے اس کا نام مسلوب العقل رکھا جاتا ہے۔

یہ انسان کی خوش قسمتی ہے کہ قبل از نزول بلا وہ تبدیلی کرے لیکن اگر کوئی تبدیلی نہیں کرتا اور اسکی نظر اسباب اور مکر و حیلہ پر ہے تو سوائے اس کے کہ وہ اپنے ساتھ گھر بھر کو تباہ کرے اور کیا انجام ہو سکتا ہے کیونکہ مرد گھر کا کشتیبان ہوتا ہے اگر وہ ڈوبنے لگا تو کشتی بھی ساتھ ہی ڈوبے گی اسی لئے کہا الرجال قوامون علی النساء اسی کی رستگاری کے ساتھ اسکے اہل و عیال کی رستگاری ہے اور ولا یخاف عقبٰھا سے ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کو ان کے پس ماندوں کی کوئی پرواہ نہیں ہے اسوقت اسکی بے نیازی کام کرتی ہے

۲۴ جولائی سنہ ۱۹۰۵ء

مقام قادیان شریف

شام کا وقت تھا بعد نماز مغرب مختلف بلاد سے جو لوگ زیارت اور بیعت سے شرفیاب ہونے کیلئے آئے ہوئے تھے شل پروانہ حضرت پر گرے پڑتے تھے اکثر دیہات میں سے دیہات والوں کا تھا جگہ کی تنگی اور مردمان کی کثرت دیکھکر بعض نے کہا کہ لوگو پیچھے ہٹ جاؤ حضرت جی کو تکلیف ہوتی ہے اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ کسکو کہا جاوے کہ تم پیچھے ہٹو آتا ہے اخلاص اور محبت لیکر آتا ہے سینکڑوں کوس کے سفر کرکے یہ لوگ

آتے ہیں صرف اس لئے کہ کوئی دم صحبت حاصل ہو۔ اور انہیں کیخاطر خدا تعالیٰ نے سفارش کی ہے اور فرمایا ہے ولا تصعر لخلق اللہ ولا تسئم من الناس۔ یہ صرف غریبوں کے حق میں ہے کہ جن کے کپڑے میلے ہوتے ہیں اور ان کو چنداں علم بھی نہیں ہوتا خدا تعالیٰ کا فضل ہی انکی دستگیری کرتا ہے کیونکہ امیر لوگ تو عام طور پر انہیں خود ہی پوچھے جاتے ہیں اور ہر ایک ان سے با اخلاق پیش آتا ہے پھر اس لئے خدا تعالیٰ نے غریبوں کی سفارش کی ہے جو بیچارے گمنام زندگی بسر کرتے ہیں

وجودی کہاں سے پیدا ہوئے ایک شخص نے سوال کیا کہ ہمارے شہر میں وجودی فرقہ کے لوگ کثرت سے ہیں اور ذبیحہ وغیرہ ان کے ہاتھ سے ہوتا ہے کیا اس کا کھانا حلال ہے یا نہیں۔

فرمایا کہ بہت تجسس کرنا جائز نہیں ہے ہوتے طور پر جو انسان مشرک یا فاسق ہو اس سے پرہیز کرو عام طور پر اس طرح تجسس کرنے سے بہت سی دقتیں آتی ہیں جو ذبیحہ اللہ کا نام لیکر کیا جاوے اور وہ ہیں اسلام کے آداب مد نظر ہوں وہ خواہ کسی کا ہو جائز ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وجودی پیدا کہاں سے ہوئے قرآن شریف اور اسلام میں تو ان کا پتہ نہیں ملتا مگر غور سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو صرف وہم کا لگا ہوا ہے جو راستباز لوگ گذرے ہیں وہ اصل میں فنا نظری کے قائل تھے اس کے یہ معنے ہیں کہ انسان ہر ایک فعل اور حرکت اور سکون میں توجہ الی اللہ کیطرف رہے اور اسقدر فانی اسمیں ہو کر گویا اور کسی شئے کی قدرت اور حرکت بذاتہ اسے نظر آوے ہر ایک شئے کو فانی جانے اور اسقدر مصروف الہی تھے اور کچھ نہیں ہو سکا اسی مسئلہ میں غلطی واقعہ ہو کر آخر فنا وجودی تک نوبت آگئی اور یہ کہنے لگے کہ سوائے خدا کے اور کوئی شئے نہیں ہے اپنے آپ کو ہی خدا ماننے لگے۔ اس خیال سے یہ مذہب پھیلا ہے کہ فنا نظری کے شوق میں اولیاء اللہ نے کچھ ایسے کلمات نکلے ہیں کہ جنکی الٹی تاویل کر کے یہ وجودی فرقہ بن گیا ہے۔ فنا نظری کہ انسان کا حق ہے کہ محبوب میں اور اپنے آپ میں کوئی جدائی نہ سمجھے اور من تو شدم تو من شدی۔ تاکس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری کا مصداق ہو کیونکہ محب اور محبوب کا علاقہ فنا نظری کا اقتضا کرتا ہے۔ اور ہر ایک سالک کی راہ میں ہے کہ وہ محبوب کے وجود کو اپنا وجود جانتا ہے لیکن فنا وجودی ایک بیہودہ گمراہ بات ہے جسے ذوق شوق محبت صدق اور وفا اور اعمال صالحہ سے کوئی تعلق نہیں ہے

فنا نظری کی مثال وہی ہے جو ماں اور بچے کی ہے کہ اگر کوئی بچے کو کوئی مارے تو درد ماں کو ہوتا ہے۔ سخت تعلق جو محبت کا ہے یہ اسی ہی درد ہے اور یہ ایک سچی اور حقیقی محبت ہوتی ہے۔ لیکن وجودی کا مدعا جو ہوتا ہے یہ وہ کرے جو خدا پر محیط ہو۔ وجودی چونکہ ترک ادب کا طریق اختیار کرتا ہے۔ اس لئے طاعت محبت۔ عبادت الٰہی سے محروم رہتا ہے۔

(البدر)

ایرانی چٹھی

(تربت حیدری (ایران) سے ہمارے ایک مکرم بھائی وہاں کے کسی قدر حالات لکھتے ہیں جو امید ہے ہمارے ناظرین کی دلچسپی کا موجب ہوں گے

(ایڈیٹر)

اس ملک کے حالات آپ سے پوشیدہ ہوں گے عجب حال ہے تمام دنیا سے بے خبر ہیں اور وہی پرانی لکیر کے فقیر بگڑوں میں کوچوں میں بازاروں میں مرثیہ پڑھتے پھرتے ہیں۔ امام حسین کے لئے آنسو بہانے سے بڑھکر کوئی عبادت ان کے نزدیک بہتر نہیں ہے۔

یہاں جو سب سے معتبر ملا ہے اس سے میں نے تذکرہ کیا تھا کہ حضرت مسیح موعود تشریف لا چکے ہیں۔ وہ کہنے لگا کہ ان کی کوئی کتاب منگاؤ میں دیکھوں گا۔ اس لئے التماس ہے کہ عربی کی تصانیف میں سے ایک دو کتاب میں بذریعہ وی پی ارسال کریں۔ معرفت دفتر ایجنٹ گورنر جنرل بلوچستان بھیجئیگا۔ کیونکہ وہاں سے قیمت وصول ہو جائیگی اور بعد ازاں سرکاری ڈاک میں کتابیں میرے پاس پہنچ جائینگی یہاں کے لوگ ذہین تو ہیں مگر بڑے متعصب کیونکہ مطالعہ نہیں کرتے۔ پڑھیں گے بھی تو مرثیئے اور بس۔

یہاں تین گروہ ہیں ایک تو ملاؤں کا گروہ جنکی حکومت بادشاہ سے بھی قوی تر ہے۔ اسکی تفصیل آگے چلکر بیان کرونگا۔ دوم اہلکار لوگ جو قریب لا مذہب ہیں مگر ظاہرداری کے سخت پابند۔ سوم سوداگر اور دوسرے پیشہ ور لوگ جو ملاؤں کے گروہ میں ہیں۔

ملاؤں کے گروہ کی یہ مثال ہے کہ جو فتوے وہ دیدیں لوگ اس کی پابندی کو اشد ضروری سمجھتے ہیں اور حکومت اسمیں دست اندازی کرنا چاہے تو بغاوت پر مستعد ہو جاتے ہیں۔ کئی واقعات ایسے ہو چکے ہیں چنانچہ ایک تازہ واقعہ آجکل ہی ہوا ہے۔ سبزوار میں جو کہ مشہد اور طہران کے مابین ایک بادشہر ہے کوئی ۳۵ یا چالیس ارمنی سوداگر بھی رہتے ہیں یہ لوگ عیسائی ہیں اور اکثر روس کے رعایا ہیں اور بعض

ایران کی رعایا بھی ہیں۔ مالدار بھی ہیں۔ کوئی بیس روز کا ذکر ہے کہ ایک ارمنی تاجر نے ایک سید گدا کش کو ایک چپت ماردی کہ اس کی پیشانی کچھ بگاڑتی۔ اس سید نے جاکر شہر میں لوگوں کو خبر کردی کہ میں سید ہوں اور اس عیسائی نے مجھکو بے عزت کیا ہے۔ یہ سنکر تمام شہر امنڈ آیا اور اس ارمنی کو پیٹ کر مجتہد کے پاس لے گئے۔ اور باقی لوگوں نے دوسرے تمام ارمنیوں کے مکانات گھیرے مجتہد صاحب جو کہ نجف اشرف سے تشریف لائے ہوئے تھے۔ اور مشہد کو زیارت کیواسطے جا رہے تھے چند یوم کیلئے سبزوار میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ انہوں نے حکم دیا کہ یہ ارمنی جس نے سید کو بے احترام کیا ہے واجب القتل ہے مگر فی الحال اسکو بیت ما سے جادیں اور قید کیا جاوے۔ جب ہم زیارت سے واپس آوینگے آخری فیصلہ صادر کرینگے اور باقی تمام عیسائیوں کو حکم دیا کہ تم اس شہر سے نکل جاؤ اور اس شہر سے باہر جا کر رہو اور لوگوں کو کہا کہ ان عیسائیوں سے معاشرت اور لین دین حرام ہے یہ کہکر مجتہد صاحب مشہد کو تشریف لیگئے اور حکمران سبزوار کو لکھ گئے کہ ہمارے حکم کی تعمیل کرو۔ حکمران مجبور تھا کیونکہ اگر تعمیل نہ کرے تو بغاوت کا ڈر ہے ناچار اس نے اس ارمنی کو بیت کلوائے اور قید کر دیا۔ جب لوگ دوسرے عیسائیوں کے گھروں پر حملہ آور ہوئے تو حکمران نے انکی گھروں کو تالے لگا دیئے تاکہ ان کا مال محفوظ رہے اور ارمنی بچے سب حوالے اس ایک کے جو قید تھا بھاگے اور جاکر تار گھر میں پناہ گزین ہوئے اور وہاں سے ظل سلطان یعنی بادشاہ کے بھائی کو تار دیا کہ ہمارا جان و مال غیر محفوظ ہے اور ہمارے لئے یہاں سے نکالے جانے کا حکم مجتہد صاحب نے دیا ہے مگر ہم نے لوگوں سے روپیہ لینا ہے تاوقتیکہ ہم اپنا روپیہ وصول نہ کریں ہم نہیں جا سکتے اس نے جواب میں تار دیا کہ تم کو مجتہد کے حکم کی تعمیل کرنا لازم ہے۔ شہر سے نکل جاؤ اور جسقدر روپیہ تمہارا لوگوں پر ہوتا ہے خواہ کروڑوں روپیہ ہو میں خود اپنی گرہ سے ادا کروں گا۔ بشرطیکہ تم ثبوت پیش کرو۔ ابھی تک ارمنی لوگ تار گھر میں پناہ گزین ہیں اور فریاد کر رہے ہیں مگر کوئی پرسان حال نہیں دیکھئے کیا نتیجہ ہوتا ہے۔ جو کچھ ملا لوگ کہدیں اسکی تعمیل حکومت پر ضروری ہے ورنہ شورش تیار ہے کیونکہ عام لوگ بری طرح سے ملاؤں کے گرویدہ ہیں۔ حکومت کے پاس کافی سپاہ نہیں ہے اور پولیس کا تو نام نہیں ہے۔ تربت حیدری اور مشہد خراسان میں دو بڑے شہر ہیں یہاں بھی پولیس نہیں ہے اور کچھ فوجی انتظام نہیں ہے۔ اگر چار آدمی گم ہو جاویں تو ان کے پکڑنے کے واسطے وہ ترکیب نہیں۔

یہان ہر ایک ضلع کا سال بسال اجارہ ہوتا ہے۔ مثلاً صوبہ خراسان کا ایک اجارہ ہوتا ہے جس نے سب سے زیادہ روپیہ شاہ کو دیا اور وزیر وغیرہ کو معقول نذرین دین انکے نام ایک سال کا ٹھیکہ ہو گیا۔ اس کے دوسرے سال اگر اس شخص نے کچھ زیادہ دینا منظور کیا تو ٹھیکہ اسیکا رہا اور اگر اس سے بڑھکر کسی نے دیا تو ٹھیکہ منتقل ہو کر اسکے نام ہو جاتا ہے۔ یعنے ایک رقم مقررہ بادشاہ لے لیتا ہے اور اسکو حاکم مقرر کر دیتا ہے وہ پھر زمینداروں سے جسقدر جی چاہے وصول کرے حکومت کو اسمین کچھ دخل نہین۔ اور لطف یہ ہے کہ اس حکمران ٹھیکہ دار کے پاس کوئی فوج سوائے چند ایک چپڑاسیوں کے جنکو فراش کہتے ہین نہین ہے۔

قتل اور قید کا اس حکمران کو اختیار ہوتا ہے اور وہ اپنے بھائی بندون اور اعتباریون کو اپنے ماتحت چھوٹے چھوٹے سب ڈویژنون کا حاکم مقرر کر دیتا ہے اور ان سے معقول رقمین لے لیتا ہے پھر ملا لوگ بھی اپنی حسب مرضی لوگون سے جسقدر روپیہ چاہین وصول کر لیتے ہین ہر شہر اور قصبہ مین ملا موجود ہین۔ یہ ہندوستان کے عام مولویون کے مشابہ ہین مگر خدا کے فضل سے ہندوستان والون کا کچھ اختیار نہین ہے۔ کیونکہ حکومت زبردست ہے مگر یہان یہ حال ہے کہ جسقدر شکرانہ دو ویسی حیثیت کا فتویٰ لیلو۔ ایک شخص ایک ملا کے پاس فریاد لیگئے ایک نے پچاس روپیہ شکرانہ دیا اسکے حق مین فتوے ملگیا دوسرے کو معلوم ہوا وہ زیادہ وسیلے سے شکرانہ لیکر حاضر ہوا تو ملاجی نے پہلے کو پھر منگوایا اور فتوی لیکر چاک کر دیا اور دوسرے کے حق مین فیصلہ کے فتوی پر مہر کر دی۔

عجب تماشا ہے روحانیت کا نام نہین جو کچھ ہے روپیہ ہے۔ یہان کے فتوے روپیہ کے ماتحت ہین۔

دوسرا گروہ اہلکارون کا ہے ان کا حال یہ ہے کہ زبانی فیصلے ہوتے ہین کچھ لکھت نہ پڑھت نہ کوئی قانون نہ دستور العمل جیسا جی مین آتا ہے کرتے ہین اور پھر ان کے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک ہوتا ہے۔ طہران سے جب ایک تار آجاتا ہے کہ آپ معزول ہین سیدھے طہران چلے آئین وہان جاکر خدا جانتا ہے انکی کیا گت ہوتی ہے۔ پنشن کا دستور اس ملک مین نہین ہے۔ اس ملک مین اہلکار عموماً کارگزار یعنے اسسٹنٹ فارن سکرٹری اور پوسٹ ماسٹر اور تار ماسٹر اور وار ڈیپارٹمنٹ (?) ہوتے ہین دوسری کوئی اسامی ہی نہین یہی سرکاری اسامیان ہین سوا اس کے کوئی محکمہ نہین حکمران ٹھیکہ دار ہوتا ہے اس کے پاس صرف ایک دو میرزا یعنی منشی ہوتے ہین باقی کارروائی سب زبانی ہوتی ہے۔

نمبر ۳ گروہ عام سوداگر پیشہ دکاندار اور کاسب یعنی دستکار لوگون کا ہے وہ دن بھر اپنا کام کرتے ہین دنیا کی کوئی خبر نہین اپنے اپنے کام مین مصروف رہتے ہین۔ سرکاری اسکول صرف طہران مین ہے جسمین فارسی اور فرانسیسی پڑھائی جاتی ہے اور کسیقدر نقشہ اور حساب بھی سکھلایا جاتا ہے اور کسی جگہہ سرکاری اسکول چھوڑ پرائیویٹ بھی نہین ہے ہان ایک آدھ مدرسہ ہوتا ہے وہ بھی ایسی جگہ مین جیسے مشہد اور تربت۔ جو خراسان کے دو بڑے شہر ہین۔ ان مدرسون مین قرآن شریف اور فارسی پڑھائی جاتی ہے اور وہ بھی بے ترتیبی سے جیسے ہمارے ہان ہندوستان مین پرانے مکتب ہوا کرتے تھے۔ خراسان کا صوبہ قریب قریب پنجاب کے برابر ہے۔ کسی شہر یا قصبہ مین پولیس نہین تھانہ نہین میونسپل کمیٹی نہین کچھ نہین بلکہ بعض بعض قصبون مین پڑھا لکھا آدمی بھی نہین۔ ہر ایک گانؤن مین ایک کتخدا یعنے نمبردار ہوتا ہے وہ بھی ایک بڈھا آدمی جسے لوگ خود بخود کتخدا کہنے لگ جاتے ہین ورنہ وہ مقرر شدہ نہین ہوتا اور نہ اس کا کچھ اختیار ہوتا ہے۔ ہان ہر گانؤن مین ملا ضرور ہے جس کے ہاتھ مین سب لوگون کی باگ ہوتی ہے۔ مرثیہ خوان بھی کثرت سے ہین اور آسودہ ہین۔

نیاز مند حسین علی۔

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

جاپان اور مسیحی مذہب

عیسائی مذہب کے پادری ہی ناکامیابی کا اقرار کرتے ہین اور جبتک وہ ہر پہلو سے مجبور نہین ہوتے اپنی کمزوری کو ظاہر نہین کرتے معلوم ہوتا ہے کہ جاپان مین ان عیسائی مشنریون کو پوری ناکامی ہوئی ہے۔ کیونکہ حال مین ایک مشنری نے پادریون کے مجمع مین بیان کیا تھا کہ جاپانی مسیحی مذہب کیطرف اور ملکون کی طرح ملتفت نہین ہوتے۔ اور خاص جاپانیون کو چین و کوریا وغیرہ مین زیادہ رسوخ پیدا کرنے کی خواہش ہے بدھ مذہب اور کنفیوشس ازم کی اخلاقی تعلیم کے دلدادہ نظر آتے ہین۔ مسیحیون کے لئے یہ نئی بات نہین ہے نہ صرف جاپان بلکہ اور جگہ اب ان کا قدم جمانا مشکل ہو گیا ہے۔ اسکی وجہ بظاہر اسباب میٹریلسٹ لوگون کی نگاہ مین سائنس کی ترقی ہے۔ لیکن دراصل اسکا باعث ایک روحانی امر ہے اور وہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نزول ہے۔ خواہ اس کے زبردست دلائل اور کارگر حربے جو عیسوی مذہب کے قلعون پر گر رہے ہین کسی جگہہ ہو بیٹھے ہون یا نہ ہو بیٹھے ہون مگر انتشار روحانیت کے ساتھ اندر ہی اندر دلون مین عیسائی مذہب کی کمزوری اور بیہودگی کھل چکی ہے۔ غیر قومون کا عیسائی ہونا تو ایک امر خطیر ہے اب تو عیسائیون کو عیسائی رکھنا ہی مشکل ہو گیا ہے۔

ابھی تکہ کا شہیر نظر نہین آتا (?)

آریہ سماج کی مہاتما پارٹی کا ہیرو دار کیا (?) اخبار ڈاکٹر نشی کانت چٹرجی کے مسلمان ہو جانے پر عجیب ریمارک کرتا ہے جو انگشت بدندان (?) کے پڑھنے اور غور کرنے کے قابل ہے آپ لکھتے ہین کہ

"سابق ڈاکٹر نشی کانت اب شیخ عزیز الدین ہی ہو گئے ہین اخبار بنگالی کے ایک کارسپانڈنٹ نے لکھا تھا کہ ابھی اس خبر پر اعتبار نہ کیا جائے لیکن یہ خبر کچھ وثوق کے قابل نہین ہوئی۔ اس واقعہ سے جو نتیجہ مسلمان صاحبان نکالتے ہین وہ ٹھیک نہین ہے۔ محض ایک آدمی کے مسلمان ہونے سے خواہ وہ کیسا ہی تعلیم یافتہ کیون نہ ہو محمدی مذہب سچا ثابت نہین ہو سکتا۔ میری رائے مین کوئی بھی مذہب محض اسلئے سچا نہین کہا جا سکتا کہ چند ایک تعلیم یافتہ آدمی اسمین خوشی سے شریک ہو گئے ہین۔ اسوقت تبدیلی مذہب کی کئی وجوہات ہوا کرتی ہین یہ سب زن۔ زمین اور زر کی تعریف مین آجاتی ہین جو لوگ ان وجوہات سے محرک ہو کر تبدیل مذہب کرتے ہین وہ تو دل کے سچے ضرور ثابت ہوتے ہین لیکن اسلئے ان کا قبول کیا ہوا مذہب سچا نہین ہو سکتا"

پرچارک کے قابل زبان ایڈیٹر کی قلم سے نکلا ہوا یہ نوٹ عجیب و غریب منطق کو ظاہر کر رہا ہے جسکی ایجاد کا فخر پرچارک کے گورو (?) کو ہونا چاہئے۔ اگر یہ سچ ہے کہ کسی شخص کے کسی مذہب کے قبول کرنے سے وہ مذہب سچا نہین ٹھیر سکتا تو آریون کی عجیب دانشمندی ہے کہ وہ مسٹر پال (نو آریہ) کے آریہ ہو جانے کو ویدک دھرم کی سچائی کی دلیل ٹھیرا لیتے ہین؟ ہم اس کو ممکنات سے مانتے ہین کہ کوئی شخص زن۔ زمین اور زر کے لالچ سے تبدیل مذہب کرے لیکن قابل غور یہ امر ہے کہ آیا اس قسم کی تحریکین مسلمانون مین ملسکتی ہین یا آریون مین۔ اگر تبدیل مذہب کی یہ فلاسفی گورو دت کے بڑے دھرماتما کے نزدیک صحیح ہے تو غالباً انہیں اس بات کا جواب دینے مین بہت مشکل ہوگی کہ کیا آریہ کہا جاوے جو لوگ آریہ مذہب اختیار کرتے ہین خصوصاً غیر اقوام کے لوگ ان کے مدنظر کس کے دل خوش کن نظارے ہی ہوتے ہین اور اسی کے ساتھ ان کی ساری امیدین وابستہ ہوتی ہین آریہ مذہب کے اصول ایسے ہین کہ انکی تردید کیلئے ان صاف الفاظ مین بیان کر دینا ہی کافی ہے۔ شائد پرچارک کے ایڈیٹر کو ایسے اس نوٹ کو اپنی نیت افسوس سے پڑھنا پڑے۔

آب رفتہ باز بجوے نمے آید

خدا کی شان ہے کہ عیسائیون نے اب محسوس کر لیا ہے کہ عیسائیت کا چراغ اب ٹمٹما رہا ہے اور دلون پر اس کا اثر نہین رہا۔ لنڈن کے اخبار میل مین آرچ ڈیکن سنکلیر نے اس موضوع (?) مین بحث کی ہے وہ کہتے ہین کہ یہ امر پایہ ثبوت کو پہونچ چکا ہے کہ لنڈن کی آبادی کا صرف ۸۰ فیصدی حصہ ایسا ہے جو کسی مذہبی پرستش کی جگہ مین حاضر ہوتا ہے اور یہ یاد رکھنا چاہئے کہ مذہبی مکانون مین عیسائیون کے کل فرقون کے گرجا اُن کے علاوہ یہود وغیرہ کی عبادتگاہین بھی شامل ہین ڈاکٹر سنکلیر کا خیال ہے کہ اگر زیادہ پادری مقرر کئے جاوین تو زیادہ آدمی گرجا کی حاضری مین شامل ہون"

عیسائیت کے حامی اب اس کے گرتے ہوئے ستون کے کھڑا رکھنے کی مختلف تجویزین کرتے ہین مگر سب لاحاصل ہین وہ جسقدر مساعی انکے سنبھالنے مین کرینگے اوسیقدر اس کے جلد گرنے کا اندیشہ ہے۔ کیونکہ

قضا آسمان است این بہر حالت شود پیدا

جدید اقوال مسیح

روز افزون رقمطراز ہے کہ حال مین مصر سے دو یورپین عالمان علوم قدیمہ مصر نے ایک ایسا قدیم ٹکڑا کا پیپائرس (ایک قسم کا کاغذ) دریافت کیا ہے جس کا نام "مسیح کے جدید اقوال" ہے چنانچہ یورپ مین یہ کتاب چھپ گئی ہے اور بعض لوگون نے اسے انجیل مقدس کا ضروری اضافہ تسلیم کیا ہے اس پیپائرس کے دریافت کرنیوالون کا نام مسٹر بی پی گرینفل اور مسٹر اے ایس ہنٹ ہے۔ اس کتاب کی نسبت یورپ مین طرح طرح کی رائین دے رہے ہین بعض کہتے ہین کہ یہ طامس کی انجیل ہوگی جو گم ہو چکی ہے بعض کے نزدیک یہ وہ انجیل ہوگی کہ جس سے ہیو دیون کے خیال کے موافق اسکندریہ کے کلمنٹ نے اقتباس کیا ہے۔ بہر حال ان اقوال کو بالکل بے اصل اور گپ ابتک کسی نے نہین کہا۔ گو ابتک یہ بھی فیصلہ نہین ہوا کہ یہ انجیل مقدس کا کونسا جزو ہین اور یورپ کے مذہبی علماء اس پر بہت کچھ غور و فکر مین مصروف ہین۔

اطلاع

کارخانہ کی طرف سے مطبوعہ کارڈ بغرض صفائی حساب جاری کئے گئے ہین۔ اسلئے جن بزرگون کے نام ہونچین وہ جلد جواب دین۔ منیجر

پرانی نوٹ بک میں سے کچھ

ہمارے گہر مرزا صاحب (عالیجناب مرزا غلام مرتضےٰ خانصاحب مرحوم) پچاس برس تک علاج کرتے رہے وہ اس فن طبابت میں بہت مشہور تھے مگر ان کا قول تہا کہ کوئی حکمی نسخہ نہیں ملا۔ حقیقت میں انہوں نے سچ فرمایا کیونکہ اللہ تعالےٰ کے اذن کے بغیر کوئی ذرہ جو انسان کے اندر جاتا ہے کوئی اثر نہیں کر سکتا

ایک شخص نے پوچھا کہ حکام اور برادری سے کیسا سلوک کریں؟ فرمایا ہر ایک سے نیک سلوک کرو۔ حکام کی اطاعت اور وفاداری ہر مسلمان کا فرض ہے۔ وہ ہماری حفاظت کرتے ہیں۔ اور ہر قسم کی مذہبی آزادی ہمیں دے رکھی ہے میں اسکو بڑی بے ایمانی سمجہتا ہوں کہ گورنمنٹ کی اطاعت اور وفاداری سچے دل سے نہ کیجاوے۔

برادری کے حقوق ہیں انسے بہی نیک سلوک کرنا چاہئیے۔ البتہ ان باتوں میں جو اللہ تعالےٰ کی رضامندی کے خلاف ہیں ان سے الگ رہنا چاہئیے۔

ہمارا اصول تو یہ ہے کہ ہر ایک سے نیکی کرو اور خدا تعالےٰ کی کل مخلوق سے احسان کرو۔

جب اللہ تعالےٰ کا فضل قریب آتا ہے تو وہ دعا کی قبولیت کے اسباب بہم پہنچا دیتا ہے دل میں ایک رقت اور سوز و گداز پیدا ہو جاتا ہے لیکن جب دعا کی قبولیت کا وقت نہیں ہوتا تو دل میں اطمینان اور رجوع پیدا نہیں ہوتا۔ طبیعت پر کتنا ہی زور ڈالو مگر طبیعت متوجہ نہیں ہوتی اس کی وجہ یہ ہے کہ کبہی خدا تعالےٰ اپنی قضا و قدر منوانا چاہتا ہے اور کبہی دعا قبول کرتا ہے اس لئے میں تو جبتک اذن الٰہی کے آثار نہ پالوں قبولیت کی کم امید کرتا ہوں اور اسکی قضا و قدر پر اس سے زیادہ خوشی کے ساتھ جو قبولیت دعا میں ہوتی ہے راضی ہو جاتا ہوں کیونکہ اس رضا بالقضا کے ثمرات اور برکات اس سے بہت زیادہ ہیں۔

اللہ تعالےٰ پوست کو پسند نہیں کرتا وہ تو روحانیت اور مغز کو قبول کرتا ہے۔ اس لئے فرمایا لن ینال اللہ لحومہا ولا دماءھا ولکن ینالہ التقویٰ۔ اور دوسری جگہ فرمایا انما یتقبل اللہ من المتقین۔

حقیقت میں یہ بڑی نازک جگہ ہے یہاں پیغمبر زادگی بہی کام نہیں آسکتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بہی ایسا ہی فرمایا

قرآن شریف میں بہی صاف الفاظ میں فرمایا۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔

یہودی بہی تو پیغمبر زادے ہیں۔ کیا صدہا پیغمبر انمیں نہیں آئے تہے مگر اس پیغمبر زادگی نے ان کو کیا فائدہ پہونچایا۔ اگر ان کے اعمال اچہے ہوتے تو وہ ضربت علیہم الذلۃ والمسکنۃ کے مصداق کیوں ہوتے۔ خدا تعالےٰ تو ایک پاک تبدیلی کو چاہتا ہے بعض اوقات انسان کو تکبر نسب بہی نیکیوں سے محروم کر دیتا ہے اور وہ سمجہ لیتا ہے کہ میں اسی سے نجات پالونگا جو بالکل خیال خام ہے۔ کبہی کہتا ہے کہ اچہا ہوا ہم نے چہار دن کے گہر جنم لیا۔

کبہی کہتا ہے ہم تیجے بیلے سب کو کریں سلام۔ خدا تعالےٰ وفاداری اور صدق کو چاہتا ہے اور اعمال صالحہ کو چاہتا ہے لاف و گزاف اسے راضی نہیں کر سکتے۔

فرمایا قرآن شریف تو رفع اختلاف کے لئے آیا ہے اگر ہمارے مخالف رافعک الیّ کے یہ معنے کرتے ہیں کہ مسیح جسم سمیت آسمان پر چڑہ گیا تو وہ ہمیں یہ بتائیں کہ کیا یہود کی یہ غرض تہی؟ اور وہ یہ کہتے تہے کہ مسیح آسمان پر نہیں چڑہا؟ ان کا اعتراض تو یہ تہا کہ مسیح کا رفع الی اللہ نہیں ہوا۔ اگر رافعک الیّ اس اعتراض کا جواب نہیں تو پہر چاہئیے کہ اس اعتراض کا جواب دیا اور دکہایا جاوے۔

ایک مرتبہ کسی نے کہا کہ میں تجارت کیلئے یہاں آنا چاہتا ہوں فرمایا یہ نیت ہی فاسد ہے اس سے توبہ کرنی چاہئیے۔ یہاں تو دین کے واسطے آنا چاہئیے۔ اور اصلاح عاقبت کے خیال سے یہاں رہنا چاہئیے۔ نیت تو یہی ہو اور اگر پہر اس کے ساتہ کوئی تجارت وغیرہ یہاں رہنے کی اغراض کو پورا کرنے کے لئے ہو تو حرج نہیں ہے۔ اصل مقصد دین ہو نہ دنیا۔ کیا تجارت کے لئے شہر موزوں نہیں؟ یہاں آنے کی اصل غرض کبہی دین کے سوا اور نہ ہو۔ پہر جو کچہہ حاصل ہو جاوے وہ خدا کا فضل سمجہو۔

(اڈیٹر۔ بعینہٖ اسی مضمون پر حکیم الامت نے ایک دوست بہائی کو نصیحت کی تہی البتہ اس میں اتنا ازدیاد کیا تہا کہ کچہہ اگر ایک پیسہ بہی ملجاتا ہے تو اسے خدا کا فضل سمجہتا ہوں کیونکہ وہ پیسہ میرا مقصود نہیں ہے۔ اسلئے اگر تمہیں مدرسہ یا کسی اور جگہ سے چند روپے ملتے ہیں تو تمہیں بہت شکر گذار ہونا چاہئیے۔)

بنی نوع انسان کی ہمدردی خصوصاً اپنے ہمسایوں کی ہمدردی اور حمایت کی یہ نصیحت فرماتے ہوئے ایک موقع پر فرمایا۔

کہ میری تو یہ حالت ہے کہ اگر کسی کو درد ہوتا ہو اور میں نماز میں مصروف ہوں میرے کان میں

اسکی آواز پہونچ جاوے تو میں تو یہ چاہتا ہوں کہ نماز توڑ کر بہی اگر اسکو فائدہ پہونچا سکتا ہوں تو فائدہ پہونچاؤں اور جہاں تک ممکن ہے اس سے ہمدردی کروں۔ یہ اخلاق کے خلاف ہے کہ کسی بہائی کی مصیبت اور تکلیف میں اس کا ساتہ نہ دیا جاوے اگر تم کچہہ بہی اس کے لئے نہیں کر سکتے تو کم از کم دعا ہی کرو۔

اپنے تو درکنار میں تو یہ کہتا ہوں کہ غیروں اور ہندوؤں کے ساتہ بہی ایسے اخلاق کا نمونہ دکہاؤ اور انسے ہمدردی کرو۔ لاابالی مزاج ہرگز نہیں ہونا چاہئیے۔

ایک مرتبہ میں باہر سیر کو جا رہا تہا ایک پٹواری عبد الکریم میرے ساتہ تہا وہ ذرا آگے تہا اور میں پیچہے۔ راستہ میں ایک بڑہیا کوئی ۷۰ یا ۷۵ برس کی ضعیفہ ملی اس نے ایک خط اسے پڑہنے کو کہا مگر اس نے اس کو جہڑکیاں دیکر ہٹا دیا میرے دل پر چوٹ سی لگی اس نے وہ خط مجہے دیا میں اس کو لیکر ٹہہر گیا اور اس کو پڑہکر اچہی طرح سمجہا دیا۔ اسپر اسے بہت شرمندہ ہونا پڑا کیونکہ ٹہہرنا تو پڑا اور ثواب سے بہی محروم رہا۔

مجہے بڑے ہی کشف صحیح سے معلوم ہوا ہے کہ ملوک بہی اس سلسلہ میں داخل ہوں گے۔ بیانتک کہ وہ ملوک مجہے دکہائے بہی گئے ہیں وہ گہوڑوں پر سوار تہے۔

اور پہر بہی اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ میں تجہے برکت پر برکت دوں گا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈہونڈیں گے۔

اللہ تعالےٰ ایک زمانہ کے بعد ہماری جماعت میں ایسے لوگوں کو داخل کرے گا۔ اور پہر ان کے ساتہ ایک دنیا اسطرف رجوع کرے گی۔

مرات العالم

یہ ایک نایاب کتاب علم تاریخ میں ہے جسے آنریبل مہاراجہ سر دگ بجے سنگہ صاحب بہادر مرحوم والی بلرام پور اودہ نے ہزارہا روپے کے صرف سے تیار کرایا تہا۔ اسمیں ہندوستان کی مفصل تاریخ ابتدائے زمانہ پیدائش سے اورنگ زیب کی سلطنت تک درج ہے اور تمام نبیوں اور ولیوں اور حکیموں کے حالات بہی اسمیں مرقوم ہیں قیمت عہ۔ (ملنے کا پتہ) وکٹوریہ پیپر ایجنسی سیالکوٹ

عام خبر کردہ کہ ماسٹر نبی بخش احمد جان مالکان کارخانہ گبرون لودہیانہ پنجاب دیسی کپڑے کے نمونے کے واسطے جدید عمدہ فہرست دیگر اشیاء کی مفت انکے کارخانہ سے طلب کر کے تقسیم کرتے ہیں۔

مراسلت

(لاہوری مولوی اور اسکی نادانی)

تعجب ہے کہ یہ نادان مولوی البقرہ کے صفحہ نمبر ۴ پر لکہتا ہے کہ امام حسین نور سے پیدا ہوا۔ اور مرزا صاحب ایک قطرہ منی سے پیدا ہوا۔ میں اس احمق سے سوال کرتا ہوں اور سوال کیسے الفاظ میں ہوگا اسلئے کہ اس نے رعایت تہذیب اخلاق کو بر سر طاق رکہکر اسقدر ناشائستہ الفاظ اور دریدہ دہنی سے کام لیا ہے کہ معمولی آدمیوں کو پس پشت ڈالدیا ہے۔

جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا (سوال) اگر تمہارے نزدیک حسین نور سے پیدا ہوئے تہے تو تم ثابت کر سکتے ہو کہ تمہارے علی نے اپنی بیوی سے جماع نہیں کیا تہا اور حسین کا وجود انعقاد نطفہ طرفین کا نتیجہ نہیں تہا۔ کیا حسین شکم والدہ میں چہہ ماہ یا نو ماہ تک نہیں رہے تہے پہر اسیطرح جسطرح اور بچے پیدا ہوتے ہیں وہ پیدا نہیں ہوئے تہے بعد پیدائش اسیطرح نشو و نما نہیں پائے تہے جسطرح اور بچے پاتے ہیں تم نور کی تعریف میں سمجہتے ہو (جو شئے فی ذاتہ روشن اور غیر کو روشن دکہانے) چونکہ نور کا سایہ نہیں ہوتا چنانچہ امام حسین کا کیا سایہ نہ تہا۔ فواسلم)

اے نادان اور بے عقل مولوی شمر نے جسوقت گلے پر تلوار چلائی تہی اسوقت [illegible] تہا یا نور تہا یا اصلی جسم تہا جسوقت تو [illegible] میں سر کٹا گیا اسوقت کیا تہا یا جسم اور نیزہ پر شام سے کوفہ اور دمشق تک [illegible] کر پہرایا گیا۔ وہ نور کا سر تہا یا اصلی جسم کا سر [illegible] نہیں نہیں معصوم سر ہوگا۔ [illegible] کہ فقط کفار کو مسلمان کیا دین محمدی کی [illegible] ندر اشاعت کی پہر تہا اور اس کے [illegible] کٹنے ایک کو روشنی بخشی تم کہتے [illegible] بعد شہادت صدہا کفار کو مسلمان کیا ہر ایک کرکے پانچ کافروں کے نام [illegible] قومیت و سکونت درج کرکے [illegible] اور وجہ مسلمان ہونیکی تحریر کرکے [illegible] کسجگہ پر کسطرح ظہور پذیر ہوا تہا۔ [illegible] اور یہ تحریر کہ جب حسین زندہ تہا [illegible] اس کے لشکر نے اس کو نہ مانا۔ حالانکہ حسین نے ان کے روبرو بڑے لکچر دیے اور [illegible] کیں۔ نصائح اور دلائل پیش کئے۔ افسوس کہ اسوقت کوئی [illegible] کہ بتلایا کاش [illegible] تو اپنی طرف بلا لیتا اس وقت تو اس کا زندہ [illegible] بے اثر محض ثابت ہوا پہر کہ معجزے بتلانا

کیا فائدہ ہے دعویٰ تمہارا تو جھوٹ اور بیجا ہے قرآن میں لکھا ہے کہ کیا مردہ اور زندہ برابر ہو سکتے ہیں پھر اسے نادان مولوی تمہاری اس الف لیلا کو کہنے جانا ہے یہ قاتل حسین اور تواریخ جس کا نام ہے تم نے نہیں لکھا۔ (جو دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد) مولوی صاحب جس کا بدن اور جسم گھوڑوں کی ٹاپوں سے روندا گیا وہ انسان تھا یا نور تھا اسے دانشمند مولوی یہ تو بتلا۔ نور کی پرگت جنی ہے۔ جیسے اسکی بی وہ ایک انسان تھا اور انسان کا بچہ وہ ضرور قطرہ منی سے پیدا ہوا تھا۔ منی سے خون اور خون سے مضغہ اور علقہ وغیرہ مدارج سے تکمیل وجود کر کے بصورت طفل رحم والدہ سے زمین پر گرا تھا دنیا کے تمام اثرات کے ماتحت تھا عام انسانوں جیسے عام اس کے اقوال اور افعال تھے چلتا پھرتا۔ سوتا۔ جاگتا۔ کھاتا۔ پیتا۔ گھٹتا۔ مرتا۔ غرضیکہ سب باتیں جو ایک انسان سے وقوع میں آتی ہیں اس کے وجود میں ثابت تھیں۔ آخر شمر اسکی سینہ پر بیٹھا اور حلق کے الٹی طرف گردن سے اس کا سر کاٹا اس وقت اس نے شمر سے بہت الحاح زاری اور التجا کی کہ دیکھ میں رسول اللہ کا نواسا ہوں سید ہوں غریب الوطن ہوں عیالدار مسافر ہوں مگر اس نے نہ مانا۔ یہ سب کام جو اس سے صادر ہوئے انسانوں جیسے تھے اسے نادان نور سے ایسے افعال صادر نہیں ہوتے ورنہ نظیر بتلا۔ دانا اور اہل علم تمہاری ان تحریروں پر ہنستے ہیں۔ ایک محقق کی نگاہ میں تمہاری تمام کتابیں جو اسے نامہ اعمال کیطرح تم نے سیاہ کی ہیں کچھ وقعت نہیں رکھتی ہیں۔

اے مغضوب الغضب انسان تابوت پرستی نے تیرا ستیاناس کر دیا ہے ذرا سوچ تو سہی کہ تم ایک اشرف المخلوقات گروہ سے نکال کر ایک شخص کو کیا کیا بناتے پھرتے ہو اپنے زبان سے جو کچھ کہتے ہو وہ صاف اور کھلے لفظوں میں کیوں نہیں کہتے۔ کہ درحقیقت وہ خدا تھا انسان کے وجود میں آکر امت رسول کی لئے شہادت قبول کی اور لوگوں کو نجات دلائی۔

از بہر استان تہر و رنگار بود
ورنہ حسین را بشہادت چہ کار بود

پھر عقیدہ اہل کتاب کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت ہے کہ خدا انسان کی شکل میں آکر مخلوق کیلئے پھانسی پر چڑھا کفارہ ہونے کا مسئلہ اور کفارہ حسین کا مسئلہ باہم ملتے جلتے ہیں۔ ایسے ہی تحریرات کا جواب مرزا صاحب سے طلب کرتا ہے۔ اسے نادان مرزا صاحب امام الوقت ہیں مسجد اقصیٰ کے بیٹھنے والے لا نہیں۔ اعرض عن الجاہلین اور فاعرض عنہم کتاب مجید میں موجود ہے۔

پھر تم سے مقابلہ امام الوقت کا کام نہیں۔ دیکھ اور سوچ دنیا تمہارے کسی کام نہ آوے گی ایک دن ضرور آتا ہے جو خدا کے روبرو تم حاضر کئے جاؤ گے اس وقت بغیر پشیمانی اور کچھ نہ بنے گی خدا کے برگزیدہ دن کو کمانا اچھا کام نہیں آخدا سے ڈر اور تحقیق کر اپنے علمی گھمنڈ پر نہ اترا علماء ربوہ جو آنحضرت صلعم کی بعثت کے منتظر تھے اسی گھمنڈ اور انانیت میں آکر صراط مستقیم سے بھٹک گئے اس وقت یہ امام جو پکار کر کہہ رہا ہے کہ میں مجدد ہوں مہدی ہوں مسیح موعود ہوں اس کے جا اور منہاج نبوت کے محک پر اسکی صداقت اور عدم صداقت کو دیکھ۔ بہ غاتی اور شہرستانی علامہ علی یا خواجہ لغیر کے اقوال کو نہ دیکھ۔ منہاج نبوت پر ایک انسان کی خصوصیت کو دیکھ۔ جو دلائل آنحضرت صلعم کی صداقت کے قرآنی اور صحیح قرآن اور حدیث صحیح اور عقال سے تمکو معلوم ہیں ان کے مطابق مرزا غلام احمد امام الوقت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے دلائل ہیں آنکھ کھول اور قرآن پڑھ اور قرآنی دلائل سے مقابلہ کر منہاج نبوت کو مد نظر رکھکر پھر دیکھ کہ وہ سچا ہے یا نہ۔ وہمی اور خیالی بہوت کو دل سے نکال کوئی غیر شخص یا مسمیٰ امام غار یا جزیرہ میں موجود نہیں ہے تمہارے وہمی اور گزندہ عقاید تمکو حقیقت تک نہیں پہونچنے دیتے مرد میدان بن مرد دنیا زنگی آمدی کو خدا کے قابل پیچ سمجھ خدا سے بہت دعا کر انانیت چھوڑ اور عجز و انکسار سے انکشاف حقیقت کیلئے خدا سے دعا مانگ اس سے توفیق صراط مستقیم کی درخواست کر عطا کرنا اس کا کام ہے

دجنس شکست آنچہ پیدا شود
ازین بارگاہ فیض بخش واشود
شکست تو اینجا درستی نماست
کہ جبر کرم سر بسر مومیاست

والسلام علی من اتبع الہدیٰ ۔

خاکسار نذر علی از پنجاب

کلمات طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

۱۸ جولائی ۱۹۰۳ء بمقام گورداسپور

عرش عرش کے متعلق سوال ہوا۔ آپ نے اپنی تقریر کے اس حصہ کا اعادہ فرمایا جو کہ قبل ازین کئی دفعہ شایع ہو چکی ہے۔ اور فرمایا۔ کہ عرش کی نسبت مخلوق اور غیر مخلوق کا جھگڑا عبث ہے۔ احادیث سے اس کا جسم کہیں ثابت نہیں ہوتا۔ ایک قسم کے علو کے مقام کا اظہار عرش کے لفظ سے کیا گیا ہے۔ اگر اسے جسم کہو۔ تو پھر خدا کو بھی جسم کہنا چاہئے یا درکھنا چاہئے کہ اس کا علو جسمانی نہیں کہ جس کا تعلق جہات سے ہو۔ بلکہ یہ روحانی علو ہے۔

عرش کی نسبت مخلوق اور غیر مخلوق کی بحث بھی ایک بدعت ہے۔ جو کہ پیچھے ایجاد کی گئی صحابہ نے اس کو مخلوق نہیں سمجھا۔ تو اب یہ لوگ مجبور کرنا فہم لوگوں کو پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ لیکن عرش کے اصل معنے اس وقت سمجھ میں آسکتے ہیں۔ جبکہ خدا تعالیٰ کے دوسرے تمام صفات پر بھی ساتھ ہی نظر ہو۔

۲۱ جولائی ۱۹۰۳ء گورداسپور

متفرق اقوال ایسی بہادری ہے کہ گناہ کا چھوڑنا عیب خیال کرتے ہیں۔ اور جب کوئی گناہ کو چھوڑنا چاہتا ہے۔ تو مسلک حسرت ہوتی ہے۔ کہ اب یہ ہاتھ سے گیا۔ اگر خدا کی عظمت کو مد نظر رکھکر بھی گناہ کیا جاوے تو بھی اس کا بوجھ ہلکا ہو جاوے۔ لیکن اس کا خیال کسے ہے۔

۲۵ جولائی ۱۹۰۳ء گورداسپور

مسئلہ تعظیم قبلہ سوال ہوا کہ اگر قبلہ شریف کی طرف پاؤں کر کے سویا جاوے تو جائز ہے کہ نہیں۔ فرمایا۔ کہ یہ ناجائز ہے کیونکہ تعظیم کے برخلاف ہے سائل نے عرض کی۔ کہ احادیث میں اسکی ممانعت نہیں آئی۔ فرمایا کہ یہ کوئی دلیل نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص اسی بنا پر کہ حدیث میں ذکر نہیں ہے اور اس نے قرآن شریف پر پاؤں رکھ کر کھڑا ہوا کرے۔ تو کیا یہ جائز ہو جاوے گا ہرگز نہیں۔ (ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب)

اکرام ضیف اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مہمان نوازی کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرح اکمل اور زندہ نمونہ ہیں۔ جن لوگوں کو کثرت سے آپ کی صحبت میں رہنے کا اتفاق ہوا ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ کسی مہمان کو خواہ وہ سلسلہ میں داخل ہو یا نہ داخل ہوا ذرا سی بھی تکلیف حضور کو بے چین کر دیتی ہے۔ مخلصین احباب کے لئے تو اور بھی آپ کی روح میں جوش شفقت ہوتا ہے اس امر کے اظہار کیلئے ہم ذیل کا ایک واقعہ درج کرتے ہیں۔

۲۶ جولائی ۱۹۰۳ء گورداسپور

میاں ہدایت اللہ صاحب شاعر احمدی لاہور پنجاب جو کہ حضرت اقدس کے ایک عاشق صادق ہیں ابھی اس پیرانہ سال میں بھی چند دنوں سے گورداسپور آئے ہوئے تھے۔ آج انہوں نے رخصت چاہی جس پر حضرت اقدس نے فرمایا کہ آپ جا کر کیا کریں گے۔ یہاں ہی رہئے لنگر سے کھانا کھایا کریں گے۔ آپ کا یہاں رہنا باعث برکت ہے اگر کوئی تکلیف ہو تو بتلا دو اس کا انتظام کر دیا جاوے پھر اس کے بعد آپ نے عام طور پر جماعت کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ چونکہ آدمی بہت ہوتے ہیں۔ اور ممکن ہے کہ کسی کی ضرورت کا علم (اہل عملہ کو) نہ ہو۔ اس لئے ہر ایک شخص یاد رکھے کہ جس شخص کو جس شے کی ضرورت ہو۔ وہ بلا تکلف کہدے اگر کوئی جان بوجھ کر چھپاتا ہے۔ تو وہ گنہگار ہے ہماری جماعت کا اصول ہی بے تکلفی ہے۔ بعد ازین حضرت اقدس نے میاں ہدایت اللہ صاحب کو خصوصیت سے سید سرور شاہ صاحب کے سپرد کیا۔ کہ ان کی ہر ایک ضرورت کو وہ بہم پہونچا ویں۔

کل شام کو بعد از نماز مغرب دو نوجوان اکونٹنٹ جنرل آفس لاہور کے کلارک جن میں سے ایک صاحب مسلمان تھے اور ایک عیسائی حضرت کی ملاقات کیلئے تشریف لائے۔ چونکہ مسلمان صاحب کا تعارف جناب مفتی محمد صادق سپرنٹنڈنٹ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان سے تھا۔ اس لئے مفتی صاحب نے ان کو حضرت اقدس سے انٹروڈیوس کیا۔ مختصر حالات کے استفسار کے بعد حضور عیسائی نوجوان کیطرف متوجہ ہوئے۔ معلوم ہوا کہ اول یہ سکھ مذہب کے تھے۔ اور ان کے والد عیسائی تھے اس پر حضرت اقدس نے فرمایا۔ کہ آجکل اگر دنیا کے خدا کے جاوین تو ایک ضمیر کتاب طیار ہوتی ہے لیکن تعجب ہے کہ سکھ جیسے مذہب کو چھوڑ کر جس میں توحید کی تعلیم ہے۔ آپ نے عیسائی مذہب کو کیسے پسند کیا اس کے بعد متفرق طور پر مزاج پرسی وغیرہ ہوتی رہی۔ اور بوقت رخصت حضور نے فرمایا کہ ہمیں آپ کی ملاقات سے بہت خوشی ہوئی ہے۔ افسوس ہے کہ قیام بہت تھوڑا ہے۔

ضرورت شادی

ہمارے ایک عزیز احمدی بھائی منشی محمد سلیمان صاحب مدرس دا کے گوٹ ضلع اودہ نہ جو قوم کے نجار ہیں احمدی سلسلہ میں شادی کرنا چاہتے ہیں۔ ان کی پہلی بیوی فوت ہو چکی ہے۔ پہلی بیوی کا ایک بچہ رہ گیا تھا۔ قضاء الٰہی سے وہ بھی فوت ہو چکا ہے۔ منشی محمد سلیمان صاحب ہمارے ہم جماعت ہیں اور ہم ان کے حالات سے بہت کچھ واقف ہیں وہ ایک سلیم الطبع اور نیک سیرت نوجوان ہیں انکی عمر اس وقت بیس تیس سال کی ہوگی۔ جو بھائی منشی صاحب موصوف سے ایسا تعلق پیدا کرنا چاہیں وہ براہ راست یا ایڈیٹر الحکم کے توسط سے خط و کتابت کرلیں۔ منشی صاحب موصوف چاہتے ہیں کہ اگر کوئی خواندہ لڑکی مل جاوے تو زور علی نور ہے ورنہ خیر

کچھ تازہ حالات

اخبار چونکہ دیر سے شائع ہوا ہے اسلئے ہم وہ تازہ حالات بھی درج کئے دیتے ہیں جو تاریخ اشاعت تک قابل اشاعت سمجھے گئے ہیں۔ (اڈیٹر)

۱۔ **حضرت** حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ۱۳۔ اگست کو دارالامان سے روانہ ہوکر براہ بٹالہ گورداسپور پہنچ گئے۔ وہ بڑا مکان جس کا ذکر صفحہ اول پر کیا گیا ہے فی الحال بعض وجوہات کی وجہ سے نہیں ملسکا۔ اور حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسی مکان میں جو پہلے بر لب تالاب لیا ہوا تھا فروکش ہونا پڑا۔

مہمانوں کی رہائش کیواسطے فی الحال اس مکان کے سامنے ایک بڑا شامیانہ لگایا گیا ہے۔ اور احاطہ کچہری میں ایک اور چھوٹا شامیانہ لگایا گیا ہے۔

۲۔ **مقدمات** کے حالات مختصر طور پر یہ ہیں کہ ۱۴۔ اگست ۱۹۰۴ء کو ہمارے مقدمہ میں کرم الدین کے باقی ماندہ دو گواہان صفائی پیش ہونے تھے جنکے واسطے اسکو ۲۹۔ جولائی ۱۹۰۴ء کو دستی سمن دئے گئے تھے مگر آج بجز اڈیٹر دہلی پنچ کے دوسرا گواہ حاضر نہیں ہوا۔ اور نہ اسپر تعمیل سمن ہوئی۔ کرم الدین نے خود بیان کیا کہ اس کا پتہ نہیں ملتا ہے کہ وہ خانہ کس گھاٹ گیا ہوا ہے۔ عدالت نے اڈیٹر دہلی پنچ کا بیان قلمبند فرمایا اڈیٹر مذکور نے جس طرز اور شان سے شہادت حقہ ادا کی وہ اس نوٹ سے بخوبی ظاہر ہوگی جو آخر عدالت کو کرنا پڑا اور جو رو یداد مقدمہ شائع کرتے وقت ہم شائع کرینگے انشاء اللہ العزیز۔

۱۵۔ اگست کو اڈیٹر دہلی پنچ مکرر ری اگزامینیشن کے لئے پیش ہوا۔ اسی تاریخ کو مجسٹریٹ صاحب نے کرم الدین کے دوسرے گواہ صفائی کا بھی فیصلہ کردیا۔ جسکے نام اس سے پہلے ہی دو تین مرتبہ سمن جاری ہو چکے تھے مگر وہ حاضر نہیں ہوا تھا۔ یا اسپر تعمیل سمن نہیں ہوئی تھی۔

تعجب کی بات ہے کہ لاہور جیسے شہر میں تعمیل سمن نہو۔ بہرحال مجسٹریٹ صاحب نے کرم الدین سے پوچھا کہ کیا تم کوئی اور گواہ محمد حفیظ کے سوا آوردہ چاہتے ہو جسکے جواب میں کرم الدین نے کہا کہ اس وقت نہیں۔ بالآخر مجسٹریٹ صاحب نے شہادت صفائی کو ختم کردیا اور آخری تقریروں کے واسطے ۲۴۔ اگست ۱۹۰۴ء مقرر کی۔ اس تاریخ پر کرم الدین اپنی تحریری تقریر پیش کریگا۔ اور اسکے بعد وکیل سلسلہ خواجہ کمال الدین صاحب اسکا جواب تحریری پیش کرینگے۔ ان تقریروں کے بعد مجسٹریٹ صاحب آخری فیصلہ ہمارے مقدمہ میں سنا دینگے۔ اس لحاظ سے ہمارا مقدمہ ختم ہو چکا۔

ضابطہ کی کل کارروائی بجز تقریروں کے ہو چکی ہے امید کی جاتی ہے کہ اس مہینے کے آخر یا ستمبر کی ابتدائی تاریخوں میں اگر کوئی امر مانع نہوا تو مجسٹریٹ صاحب ہمارے مقدمہ کا آخری حکم سناوینگے۔ اب انجام پر نظر ہے

اور وقت دعا ہے

حضرت حجۃ اللہ کے مقدمہ میں مجسٹریٹ صاحب نے شہادت استغاثہ پر مکرر جرح کرنے کے لئے ۱۵۔ اگست ۱۹۰۴ء مقرر کی تھی۔ اور اس تاریخ کے لئے ثناء اللہ امرتسری اور منشی برکت علی صاحب منصف بٹالہ بلائے گئے تھے انپر ہمارے مقدمہ کے بعد جرح کی گئی۔

اور باقی شہادت استغاثہ اور خود کرم الدین پر جرح کے واسطے ۱۷۔ اگست ۱۹۰۴ء اور ۱۸ اگست ۱۹۰۴ء مقرر ہوئی۔

الہامات اور کشوف

(۲۶۔ جولائی سے ۲۹۔ جولائی تک بمقام گورداسپور)

۱۔ ۲۶۔ جولائی ۱۹۰۴ء۔ بوقت فجر۔ دیکھا کہ ہم قادیان گئے ہیں اپنے دروازے کے سامنے کھڑے ہیں۔ ایک عورت نے کہا السلام علیکم اور پوچھا کہ راضی خوشی آئے خیر و عافیت سے آئے۔

۲۔ ۲۷۔ جولائی ۱۹۰۴ء۔ ایک نظارہ دکھایا گیا کہ کوئی امر پیش کیا گیا ہے۔

پھر الہام ہوا۔ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر (نقل)

انا انزلناہ للمسیح الموعود

۳۔ ۲۹۔ جولائی۔ دیکھا کہ بڑے مرزا صاحب مرحوم (عالی جناب مرزا غلام مرتضیٰ خاں صاحب مرحوم (اڈیٹر)) نے ایک بڑی کوٹی سیاہ رنگ کی بنوائی ہے جو کہ جاہی باخندہ لیکر آیا ہے۔ اور گویا مرزا مرحوم کی طرف سے کہتا ہے کہ یہ اس کام (یعنی کوئی نالش کرنی ہے یا ایسا ہی کوئی کام ہے) کے لئے بنوائی تھی۔ لیکن اب آپکا ارادہ اسکے لئے نہیں تو رکھ چھوڑو کسی اور کام آئے گی۔

الہامات ۔ ۱۔ مبارک سو مبارک

۲۔ آسمانی تائیدیں ہمارے ساتھ ہیں۔

۳۔ اجرک قائم و ذکرک دائم

اسسٹنٹ اڈیٹر کے حسب سلسلہ مضامین

ہمارے نائب اڈیٹر نے الحکم کے ناظرین کی دلچسپی کے لئے بعض مضامین مصر کے مشہور رسالہ الہلال سے لیکر بھیجے ہیں جنکو ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔ انہیں سے ایک مضمون مہر اور انکے نقوش کی تاریخ پر ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء کی مہروں کے نقوش دئے ہیں۔ یہ مضمون بہت ہی دلچسپ ہوتا۔ اگر مہر کی اصل شکل بھی دکھائی جاسکتی۔ ہم نے جب الحکم کو اوّل ہی اوّل شائع کیا تھا اور الحکم امرتسر سے شائع ہوتا تھا اوسوقت انگلستان کے بعض اخبارات مثل پیرسن ویکلی کی طرز پر جس میں ڈاک خانہ کے تعلقوں کے ذریعہ ایک تاریخ پیش کی جارہی تھی۔ ہمیں اکابر و مشاہیر کے نقش مواہیر کا خیال پیدا ہوا تھا۔ چنانچہ ہم نے الحکم مورخہ ۱۰۔ دسمبر ۱۸۹۷ء اور ۱۷۔ دسمبر ۱۸۹۷ء میں اس سلسلہ کو شروع کیا تھا۔ اسلئے تکمیل کی خاطر انہیں جو کچھ چھپا ہے وہ بھی ہم اسکے ساتھ ہی لکھے دیتے ہیں۔ اس میں اور اس میں حضرت ابوبکر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کی مہروں میں کسیقدر فرق ہے۔

دوسرا مضمون اسسٹنٹ اڈیٹر صاحب نے الہلال سے **ادیان الامم** یعنے مذاہب عالم ترجمہ کرکے بھیجا ہے۔ ہم نے اپکی ۱۸۹۷ء میں مذہبی دنیا کے عنوان سے اقوام عالم کے معبودوں کا سلسلہ لکھنا چاہا تھا مگر چند نمبروں کے بعد ہم اسے جاری نہ رکھ سکے کیا عجب اب مکمل ہو جاوے۔ یہ سلسلہ الحکم کی اگلی اشاعت سے یا اسسٹنٹ اڈیٹر صاحب کے دارالامان تشریف لے آنے پر شروع ہوگا۔ انشاءاللہ۔

(اڈیٹر)

تاریخ الخواتم و نقوشہا

ترجمہ از الہلال (مصر)

مہریں اور ان کی تاریخ

مہر کا رواج بہت پرانا ہے۔ قدیم زمانوں میں مہروں کا رواج بڑے بڑے لوگوں میں تھا پھر بتدریج ان کا رواج عوام میں بھی ہونے لگا۔ بعض مہروں میں صرف اپنا نام کندہ کراتے اور بعض اور میز عبرت انگیز و موعظت کے کلمات لکھواتے۔ ابتدائے اسلام میں مہروں میں جو کلمات و نقوش کھدوائے گئے اون کی اشکال مندرجہ ذیل ہیں۔

{اوّل ہم الحکم سے وہ حصّہ درج کرتے ہیں جسکا ذکر ہم نے اوپر کیا ہے اور وہ ڈاکٹر کی لوٹ میں سے ہے (اڈیٹر)}

نقش مواہیر اکابر و مشاہیر

حضرت رسول اللہ خاتم النبیین رحمۃ للعالمین حضرت سیدنا ابو القاسم محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم ۱۱ھ **محمد رسول اللہ** محمد خدا کے بھیجے ہوئے ہیں۔

خلیفہ رسول صاحب الغار امیر المومنین سیدنا عبد اللہ العتیق ابوبکر الصدیق بن ابی قحافہ رضی اللہ عنہ ۱۳ھ

عبد ذلیل لرب جلیل ۔ پروردگار بزرگ کا ذلیل بندہ۔

سراج اہل الجنہ امیر المومنین سیدنا ابو حفص عمر الفاروق بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۲۳ھ

کفی بالموت واعظا یا عمر اے عمر موت نصیحت کے لئے بس کرتی ہے۔

ذی النورین امیر المومنین سیدنا ابو لیلیٰ عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۳۵ھ

آمنت باللہ الذی خلق فسوی میں ایمان لاتا ہوں جس نے پیدا کرکے سنوارا۔

سیف اللہ المسلول امیر المومنین سیدنا ابو تراب علی بن المرتضیٰ بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ۴۰ھ

الملک للہ تمام ملک اللہ کا ہے۔

سبط الرسول سیدنا ابو محمد امام حسن مجتبیٰ بن علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہما ۴۹ھ

لا الٰہ الا اللہ الملک الحق المبین

پرستش کے قابل بجز خدا کے کوئی نہیں جو حقیقی کھلا ہوا بادشاہ ہے۔

سید الشہداء سبط الرسول سیدنا ابو عبد اللہ امام حسین بن علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہما ۶۱ھ

لکل اجل کتاب ہر مقرری وقت کی لکھت ہو چکی

امام سجاد زین العباد سیدنا ابوبکر علی بن الحسین رضی اللہ عنہ ۹۴ھ

وما توفیقی الا باللہ میرے نیکی کے اسباب کر دینا خدا کا کام ہے۔

امام باقر سیدنا ابو جعفر محمد بن سجاد رضی اللہ عنہ ۱۱۴ھ

رب لا تذرنی فردا میرے پروردگار مجھے تنہا مت چھوڑ۔

امام کاظم سیدنا ابو ابراہیم موسیٰ بن امام جعفر بن امام باقر رضی اللہ عنہ ۱۸۳ھ

الملک للہ وحدہ تمام ملک اسی خدا کا ہے جو یگانہ ہے۔

امام رضا سیدنا ابو الحسن علی بن کاظم رضی اللہ عنہ ۲۰۲ھ

لا حول ولا قوۃ الا باللہ

کسی کو کسی کام کرنے میں توانائی اور زور حاصل نہیں مگر خدا سے۔

امام تقی سیدنا ابو جعفر ثانی محمد بن رضا رضی اللہ عنہما ۲۲۰ھ

القدرۃ للہ

ہر طرح توانائی خدا کو ہے

امام عسکری سیدنا ابو محمد زکی بن نقی رضی اللہ عنہما ۲۶۰ھ

اللہ ربی وھو عصمتی من خلقہ

میرا پروردگار خدا ہے مجھے مخلوق کے شر سے باز رکھنا اسی کا کام ہے۔

امام مہدی سیدنا ابو القاسم محمد بن عسکری رضی اللہ عنہما ۲۶۶ھ **لہ مقالید السموات والارض** آسمان و زمین کی کنجیاں اسی کے قبضہ میں ہیں

(باقی آئندہ)

قادیان کا ڈاک خانہ

ہمیں معلوم ہوا ہے کہ یکم اکتوبر ۱۹۰۶ء سے قادیان کا ڈاک خانہ بجائے بیس کے چالیس گریڈ میں ہو گیا ہے۔ یعنے آئندہ یہاں جو سب پوسٹ ماسٹر ہو گا اسے چالیس روپیہ ماہوار ملا کرینگے۔ یہ فرخوشی کی بات ہے کہ یہاں کا ڈاک خانہ بڑے گریڈ میں ہو گیا لیکن سوال یہ ہے کہ اس سے پبلک کو کیا فایدہ ہو گا؟ اس سوال کا جواب صاف ہے کہ کچھ بھی نہیں۔ قادیان کا ڈاک خانہ اپنے کثرت کار کی وجہ سے مشہور ہو رہا ہے اور یہ کام اب اس حد تک پہونچا ہوا ہے کہ ایک آدمی کے سنبھالنے اور کرنے کا نہیں ہے۔ اگرچہ اس وقت موجودہ سب پوسٹ ماسٹر اپنی قابلیت اور ہوشیاری کی وجہ سے اطمینان بخش کام کر رہا ہے جیسا کہ افسران سپرنٹنڈنٹ گان کو بھی معلوم ہے۔ لیکن پھر بھی ہم یہ کہنے کو طیار ہیں کہ اب ایک آدمی کا کام نہیں ہے ایک آدمی اگر سو روپیہ تنخواہ کا بھی یہاں بھیجا جاوے اور سٹاف بڑھایا نہ جاوے تو کچھ فایدہ نہ ہوگا۔

ہم حیران ہیں کہ ڈائرکٹر جنرل ڈاکخانجات کے سامنے ایسی تجویز کیونکر پیش کی گئی جو کسی صورت میں مفید نہیں ہو سکتی۔ چونکہ ابھی کافی وقت موجود ہے اور ڈائرکٹر جنرل صاحب اپنی اس تجویز پر نظر ثانی کر سکتے ہیں اس لئے صاحب سپرنٹنڈنٹ امرتسر ڈویژن کو جو قادیان کے حالات سے اور یہاں کے کاروبار سے بخوبی باخبر ہیں توجہ دلاتے ہیں کہ وہ اس تجویز پر نظر ثانی کرائیں۔

جہاں تک ہم قادیان کے ڈاک خانہ سے بوجہ کاروبار تعلق رکھنے کے واقف ہیں ہم کہہ سکتے ہیں کہ قادیان کے ڈاک خانہ کی آمدنی بے شک اس قابل ہے کہ اس کی ترقی ہو لیکن ساتھ ہی سٹاف بھی بڑھایا جانا ضروری ہے۔ قادیان کے ڈاک خانہ کی موجودہ ضروریات جنکو ہم محسوس کرتے ہیں ہماری نظر میں یہ ہیں:-

خاص قادیان کے لئے ایک اور چٹھی رسان بڑھا دیا جاوے ایک پیکر ہو اور مکان بھی جو کہ بہت ہی تنگ اور تاریک ہے اس لئے کوئی معقول کرایہ کا مکان جو خوب وسیع اور عمدہ ہو ڈاکخانہ کے واسطے لیا جاوے۔ اور اچھا مکان ہماری رائے میں پانچ روپیہ سے کم میں نہیں ملے گا کیونکہ قادیان میں حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خدام کی کثرت کی وجہ سے مکانات ملتے نہیں اور اگر ملتے ہیں تو معمولی سے معمولی مکان بھی بہت کرایہ پر ملتا ہے اور یہ مکان **کثرت کاروبار** کے باعث **احمدی** محلہ میں ہونا چاہئے۔ ممکن ہے بعض تنگدل اور متعصب لوگ اس کو پسند نہ کریں لیکن ڈاک خانہ کے افسران اعلےٰ خوب جانتے ہیں کہ قادیان کے ڈاک خانہ کا سارا **مدار احمدی** قوم کے سر پر ہے کیونکہ احمدی قوم کے دو ہفتہ وار اخبار و تین ماہواری رسالے اور اس کے علاوہ اشتہارات اور کتب کی روانگی کثرت سے ہے۔ بلا مبالغہ **ڈاک خانہ** کا سارا کام اسی قوم کا ہے۔ اسلئے آئندہ ڈاک خانہ کیلئے اگر نیا مکان تجویز ہو تو افسران ڈاک خانہ کو ہدایت کرنی چاہئے کہ وہ احمدی محلہ میں ہو۔ اگر افسران ڈاک خانہ نے منظور کیا تو ہم بھی کوشش کریں گے کہ موزوں موقع پر کوئی مکان ملجاوے۔ لیکن عمدہ مکان جیسا ہم نے پہلے کہا ہے پانچ روپیہ سے کم میں نہیں ملے گا۔ ان ضرورتوں کے **علاوہ** ڈاک کی روانگی اور رسید گی کیلئے یکے کا انتظام ہونا چاہئے۔ برسات کے موسم میں جسقدر تکالیف کا سامنا ڈاک خانہ والوں کو کرنا پڑتا ہے اس کا اندازہ کچھ وہی کر سکتے ہیں یا بیچارے مصیبت کے مارے ہرکارے کر سکتے ہیں جو ترستے ہوئے آتے ہیں اور بارش اور پانی کی وجہ سے ڈاک کا بوجھ معمولی سے دوگنا ہو جاتا ہے۔ اور جس دن انگریزی میل روانہ کرنی پڑتی ہے اس دن تو اور بھی دقت محسوس ہوتی ہے۔ کیونکہ ڈاکخانہ کی مقررہ شرح پر کوئی قلی یا مزدور یا یکہ ملتا نہیں اور ڈاک خانہ والوں کو زیادہ دینے کی اجازت نہیں ہے اسلئے سب سے سخت کو بڑی مشکلات کا سامنا ہوتا ہے اور بعض اوقات قہر درویش بر جان درویش اپنی گرہ سے مزید کرایہ دیکر ٹٹو یا یکہ یا قلی بھیجنا پڑتا ہے کیونکہ ڈاک کو تو روک نہیں سکتے۔ ان سب کے علاوہ جو ضروری امر ہے وہ یہ ہے کہ ایک کلرک یہاں اور بڑھانا چاہئے جو سب پوسٹ ماسٹر کے کام میں ہاتھ بٹائے۔

پس اگر عملہ نہ بڑھایا جاوے تو پھر کچھ فایدہ بڑے گریڈ کا نہیں ہو سکتا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں چالیس کے گریڈ میں رکھکر سارا سٹاف بڑھانا بہم پہنچانا شاید مشکل ہو اسلئے ہمارے خیال میں اگر سپرنٹنڈنٹ صاحب توجہ کرکے صاحب ڈائرکٹر جنرل بہادر کو توجہ دلائیں تو تھوڑی سی ترمیم کے ساتھ یہ انتظام ممکن ہے اور وہ یہ ہے کہ ڈاکخانہ کو تیس کے گریڈ میں رکھکر دس روپیہ ماہوار کا ایک کلرک اور بڑھا دیں۔ غرض ان ضروریات سے صاحب سپرنٹنڈنٹ ناواقف نہیں ہیں اس لئے ان کی خدمت میں زیادہ عرض کرنا تحصیل حاصل ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ وہ اس تجویز پر نظر ثانی کرنے کیلئے زور دینگے۔

بٹالہ سٹیشن پر حلوائی

ریلوے سٹیشنوں پر پہلے حلوائیوں اور دوسرے دوکانداروں کو ایک مقررہ رقم بطور ٹھیکہ کے ادا کرنی پڑتی ہے۔ جس کا بُرا اثر مسافروں کی صحت اور مال پر یہ پڑتا تھا کہ وہ خراب اور مضر صحت اشیاء عموماً فروخت کرتے اور گراں قیمت پر فروخت کرتے۔ اس شکایت کو پبلک اخباروں میں بار بار دہرایا گیا آخر ریلوے کی ٹائم ٹیبلوں اور اخبار نے عموماً اور لارڈ کرزن کی گورنمنٹ نے ان شکایتوں کو محسوس کیا اور وہ ٹھیکہ کی بیخ اکھاڑ دیگئی۔ لیکن غور طلب امر یہ ہے کہ اس کا نتیجہ کیا ہوا؟ دوسرے سٹیشنوں کا ہم ذکر نہیں کرتے بٹالہ سٹیشن جس کے متعلق ہمیں بار ہا لکھنے کا اتفاق ہوا ہے اور خوشی کی بات ہے کہ ریلوے ڈیپارٹمنٹ کے ذمہ وار آفیسروں نے ہماری تحریروں پر مناسب نوٹس لیا ہے۔ اسی کا ذکر کرتے ہیں۔ پہلے اس سٹیشن پر ایک ہی حلوائی تھا۔ اب کچھ عرصہ سے ایک دوسری دوکان بھی کھل گئی ہے۔ اور یہ دونوں دوکانوں میں ایک قسم کا **مقابلہ** ہو رہا ہے یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جہاں **مقابلہ** ہو وہاں ہر ایک دوکاندار اپنی اشیاء کی ارزانی اور اور عمدگی کی کوشش کرتا ہے مگر یہاں یہ بات نہیں ہے ہم ایک صحیح اور ذاتی واقعہ افسران محکمہ ریلوے کی توجہ کیلئے لکھتے ہیں ۲۸ر جولائی ۱۹۰۶ء کو دو بجے کی گاڑی میں ہم گورداسپور کیطرف جا رہے تھے۔ فروزنا سٹیشن پر ایک حلوائی سے جو اس دوسری دوکان والا تھا ہمیں کچھ پوری لینی پڑی۔ **پوری** بجائے خود باسی اور اس کے ساتھ بالکل ہی باسی جو تندرست آدمی کو ان ایام میں بیمار کرنے کا کافی مصالحہ تھی ہمیں دیگئی۔ ہم نے دوکاندار کو جب کہا کہ ایسی اشیاء کیوں بیچتے ہو اسکی اطلاع سٹیشن ماسٹر کو دیجاویگی تو اس نے صاف لفظوں میں کہدیا کہ ہمیں اسکی پرواہ نہیں بے شک اطلاع کردو۔ ایسے بیباک جواب کے انداز سے معلوم ہو سکتا ہے کہ ان لوگوں کو مسافروں کے جان و مال کی کسقدر پرواہ ہے اور وہ کس دیدہ دلیری سے خراب اور مضر صحت اشیاء بیچتے ہیں۔

آخر ہمکو سٹیشن ماسٹر کو اطلاع دینی پڑی۔ ہمارے ناظرین شاید اس جواب کے سننے کیلئے طیار ہونگے جو سٹیشن ماسٹر نے اس کے متعلق دیا۔ انکو وہ پوری اور بھاجی دکھائی گئی۔ انہوں نے ایک بہشتی کو دکھائی جسنے اس کے باسی اور خراب ہونے کی تصدیق کی (اسوقت ممکن ہے وہ ان کے زیر اثر ہونے کی وجہ سے خواہ انکار کر دیں) اس پر سٹیشن ماسٹر کو چاہئے تو یہ تھا کہ وہ مناسب ایکشن لیتے مگر انہوں نے ہم سے ٹھٹھا کیا کہ:

سٹیشن ماسٹر۔ یہ تو کاری کچی ہے۔

ہم۔ ان دیکھ لیجئے آپکے سامنے پڑی ہے اور کچی ہے

سٹیشن ماسٹر۔ پھر پختہ کیسی ہوا کرتی ہے۔

ناظرین عموماً اور ریلوے کی ٹائم ٹیبل اخبار کے ناظرین کو ہماری شکایت کا یہ جواب بتا چلتے تھا ہمنے تو ان کو جواب دیا کہ میں یہاں آکے حلوائیوں کو باورچی کی تعلیم دینے نہیں آیا۔ کچی اور پکی چیز آپ بھی سمجھ سکتے ہیں اور یہ بھی خوب جانتا ہے۔

غرض سٹیشن ماسٹر نے ایک معمولی امر سمجھ کر اس کو ٹالدیا۔ کیا ایسی حرکات سے ان حلوائیوں اور دوسرے لوگوں کے حوصلے نہیں بڑھتے کہ وہ مسافروں کی کیسہ بری کریں اور مضر صحت اشیاء ان کے ہاتھ پر فروخت کریں۔ **سٹیشن ماسٹر بٹالہ** کا اس شکایت پر توجہ نہ کرنا ایک ایسا امر ہے جو ہماری سمجھ میں نہیں آیا۔ اگر ان کو اس حلوائی کی خاطر منظور ہے تو یہ جدا امر ہے وہ اپنی جیب خاص سے جو چاہیں اس کے ساتھ سلوک کریں لیکن یہ ان کا حق نہیں ہے کہ وہ اسکو مضر صحت اشیاء فروخت کرنے کی اجازت دیں یا کم از کم پبلک کی شکایات پر توجہ نہ کریں یہ امر بذات خود کتنا ہی خفیف ہو لیکن اسکا اثر غریب مسافروں کی صحت اور مال پر پڑتا ہے۔ اور اس کا ذمہ وار سٹیشن ماسٹر ہے جو اگر اپنے فرض منصبی کو نگاہ رکھکر ان لوگوں کے خوانچوں کی سٹیشن پر آنے سے پڑتال کریں یا مناسب شکایت پر تنبیہ کریں تو انہیں جرأت نہو۔ بجائے کہ سٹیشن ماسٹر کا توجہ نہ کرنا انکو دلیر کرنا اور خود سٹیشن ماسٹر صاحب کی ذات کے متعلق غور کرنے کا موقع دیتا ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ اس پر مناسب نوٹس لیا جاویگا۔ ورنہ پھر ہمیں ایسے امور کے متعلق اور بھی لکھنے کیلئے موقعہ ہے۔ ریلوے ڈیپارٹمنٹ کی ٹائم ٹیبل اخبار اگر ٹرافک منیجر صاحب کی جو اس لائن پر مامور ہیں یہ ڈیوٹی لگا دیں کہ وہ سٹیشن پر ان اشیاء کا معائنہ کیا کریں

بٹالہ سٹیشن کے بعض کلرکوں کے متعلق ہمارے پاس بعض شکایات پہونچی ہیں۔ سٹیشن ماسٹر صاحب امید ہے بجائے خود توجہ کرینگے اور مزید حالات لکھنے کی ضرورت نہ رہنے دینگے۔

ایک قریشی نوجوان جس کی عمر بیس سال کے قریب ہے شادی کرنیکا خواہشمند ہے۔ ایڈیٹر الحکم کی معرفت خط و کتابت ہو۔

ایک شریف اور معزز **ارائین خاندان** کی ایک لڑکی کے رشتہ کرنے کی ضرورت ہے جو اپنی ہی قوم میں کیا جاوے گا۔ درخواست کرنیوالا احمدی ہو تعلیم یافتہ اور بہرہ روزگار ہو۔ پہلے شادی نہ ہوئی ہو۔ مزید حالات خط و کتابت سے معلوم ہو سکتے ہیں۔ خط بنام ایڈیٹر الحکم کی معرفت ہونگے۔

مطبع انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالکان کارخانہ کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا۔

حضرت مسیح موعودؑ کی تقریر
جلسۃ الوداع کی تقریب پر

اکثر لوگ ہم سے پوچھتے ہیں کہ جلسۃ الوداع کیا چیز ہے؟ انہیں معلوم رہے کہ جن دنوں حضرت مسیح موعودؑ کتاب مسیح ہندوستان میں تالیف کر رہے تھے انہیں ایام میں معلوم ہوا تھا کہ نصیبین میں حضرت مسیح ناصری کے بعض آثار ہیں جن سے ان کے اس سفر کا پتہ ملتا ہے اور تصدیق ہوتی ہے کہ وہ کشمیر میں آگئے تھے اور ایک عرصہ تک یہاں رہ کر آخر فوت ہو گئے اور سری نگر کے محلہ خان یار میں مدفون ہوئے جہاں ابتک انکی قبر یوز آسف نبی کے نام سے مشہور ہے۔

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعودؑ نے قرین مصلحت سمجھا تھا کہ ایک کمیشن اپنی جماعت کا بھیجا جاوے جو ان آثار و حالات کی خود تفتیش اور تحقیقات کرے۔ اور پھر اسی راستہ سے جو حضرت مسیح نے کشمیر آنے کیلئے تجویز کیا تھا، واپس کشمیر سے ہوتے ہوئے دار الامان پہنچ جاویں۔ ان احباب کو رخصت اور وداع کرنے کیلئے ایک جلسہ تجویز ہوا تھا جس کا نام جلسۃ الوداع رکھا گیا تھا اگرچہ بعض پیش آمدہ امور ضروریہ کی وجہ سے اس کمیشن کا بھیجا جانا اسوقت ملتوی ہو گیا تھا اور ابھی ملتوی رہا ہے۔ لیکن اس تاریخ پر ایک جلسہ ہوا۔ بزرگان ملت نے وعظ کئے (جو پہلے چھپ چکے ہیں) اور خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی ایک تقریر فرمائی۔ جو ہم ذیل میں درج کرنا شروع کرتے ہیں۔ ایڈیٹر

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صلیب پر سے زندہ اتر آنے اور اس حادثہ سے بچ جانے کا قرآن شریف میں صحیح اور یقینی علم دیا گیا ہے مگر افسوس ہے کہ پچھلے ہزار برس میں جہاں اسلام پر اور بہت سی آفتیں آئیں وہاں یہ مسئلہ بھی تاریکی میں پڑ گیا اور مسلمانوں میں بدقسمتی سے یہ خیال راسخ ہو گیا کہ حضرت مسیح زندہ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں اور وہ قیامت کے قریب آسمان سے اتریں گے گویا اس چودھویں صدی میں اللہ تعالیٰ نے مجھے مامور کر کے بھیجا تاکہ میں اندرونی طور پر جو غلطیاں مسلمانوں میں پیدا ہو گئی ہیں انکو دور کروں اور اسلام کی حقیقت دنیا پر ظاہر کروں۔ اور بیرونی طور پر جو اعتراضات اسلام پر کئے جاتے ہیں ان کا جواب دوں اور دوسرے مذاہب باطلہ کی حقیقت کھول کر دکھاؤں خصوصیت کے ساتھ وہ مذہب جو صلیبی مذہب ہے یعنی عیسائی مذہب اسکی غلط اعتقادات کا استیصال کروں جو انسان کیلئے خطرناک زہر ہیں۔ اور انسان کی روحانی قوتوں کے نشوونما اور ترقیوں کیلئے ایک روک ہیں منجملہ ان کے ایک ہی مسئلہ ہے جو مسیح کے آسمان پر جانے کے متعلق ہے۔ اور جس میں بدقسمتی سے بعض مسلمان بھی ان کے شریک ہو گئے ہیں۔ اسی ایک مسئلہ پر عیسائیت کا دارومدار ہے کیونکہ عیسائیت کی نجات کا مدار اسی صلیب پر ہے جو ان کا عقیدہ ہے کہ مسیح ہمارے لئے مصلوب ہوا۔ اور پھر وہ زندہ ہو کر آسمان پر چلا گیا جو گویا اسکی خدائی کی دلیل ہے جن مسلمانوں نے اپنی غلطی سے ان لوگوں کا ساتھ دیا ہے وہ یہ تو نہیں مانتے کہ مسیح صلیب پر مر گیا مگر وہ اتنا ضرور مانتے ہیں کہ وہ آسمان پر اٹھایا گیا ہے۔ لیکن جو حقیقت اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کھولی ہے وہ یہ ہے کہ مسیح ابن مریم اپنے معاصر یہودیوں کے ہاتھوں سخت ستایا گیا جیسا کہ خدا کے راستباز اپنے زمانے میں نادان مخالفوں کے ہاتھوں ستائے جاتے ہیں۔ اور آخر ان یہودیوں نے اپنی منصوبہ بازی اور شرارتوں سے یہ کوشش کی کہ کسی طرح ان کا خاتمہ کر دیں اور ان کو مصلوب کرا دیں۔ بظاہر وہ اپنی ان تجاویز میں کامیاب ہو گئے کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم کو صلیب پر چڑھائے جانے کا حکم دیا گیا لیکن اللہ تعالیٰ نے جو اپنے راستبازوں اور ماموروں کو کبھی ضائع نہیں کرتا۔ ان کو اس لعنت سے جو صلیب کی موت کے ساتھ وابستہ تھی بچا لیا۔ اور ایسے اسباب پیدا کر دیئے کہ وہ اسی صلیب پر سے زندہ اتر آئے اور پھر یہ خیال کر کے کہ اس ملک میں ان کے بہت سے دشمن ہیں اور دشمن بھی دشمن جان۔ اور جیسا کہ وہ پہلے کہہ چکے تھے کہ نبی بے عزت نہیں ہوتا مگر اپنے وطن میں جس سے انکی ہجرت کا پتہ ملتا تھا انہوں نے ارادہ کر لیا کہ اس ملک کو چھوڑ دیں۔ اور اپنے فرض رسالت کو پورا کرنے کیلئے وہ بنی اسرائیل کی گم شدہ بھیڑوں کی تلاش میں نکلے اور نصیبین کی طرف سے ہوتے ہوئے افغانستان کے راستہ کشمیر میں آ کر بنی اسرائیل کو جو کشمیر میں موجود تھے تبلیغ کرتے رہے اور ان کی اصلاح کی ....

.... اور آخر انہیں ہی وفات پائی۔ یہ امر جو مجھ پر کھولا گیا ہے۔ اسی ایک مسئلہ سے عیسائیت کا ستون ہی ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ جب صلیب پر مسیح کی موت ہی نہیں ہوئی اور وہ تین دن کے بعد زندہ ہو کر آسمان پر ہی نہیں گئے تو الوہیت اور کفارہ کی عمارت تو بیخ و بنیاد سے گر پڑی اور مسلمانوں کا غلط خیال جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت توہین ہوتی تھی کہ وہ زندہ آسمان پر چلے گئے ہیں اور پھر نازل ہوں گے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نیا یا پرانا نبی نہیں آ سکتا جسکی نبوت آپ کی مہر سے نہ ہو۔ وہ دور ہو گیا اور قرآن شریف کی اصل اور پاک تعلیم ثابت ہو گئی کیونکہ قرآن شریف میں تو مسیح علیہ السلام کا صاف اقرار فلما توفیتنی کا موجود ہے جس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔

یہی وجہ ہے کہ ہم وفات مسیح کے مسئلہ پر زیادہ زور دیتے ہیں کیونکہ اسی موت کے ساتھ عیسائی مذہب کی موت ہے۔ اسی غرض سے میں نے کتاب مسیح ہندوستان میں لکھنی شروع کی ہے۔ اور اس کتاب کے بعض مطالب کی تکمیل کیلئے میں نے مناسب سمجھا ہے کہ اپنی جماعت میں سے چند آدمیوں کو بھیجوں جو ان علاقہ جات میں جا کر ان آثار کا پتہ لگاویں جنکا وہاں موجود ہونا بتایا جاتا ہے۔ چنانچہ اس غرض کو مدنظر رکھ کر ہم نے یہ جلسہ کیا ہے تاکہ ان دوستوں کو رخصت کرنے سے پہلے ہم سب ملکر ان کے لئے دعائیں کریں کہ وہ خیر و عافیت کے ساتھ اس مبارک سفر کیلئے رخصت ہوں اور کامیاب ہو کر واپس آئیں۔

اگرچہ میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ سفر جو تجویز کیا گیا ہے اگر نہ بھی کیا جاتا تو بھی خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے مفید شواہد اور دلائل ہمکو اس قسم کے دیئے ہیں جنکو مخالف کا قلم اور زبان توڑ نہیں سکتی۔ لیکن مومن ہمیشہ ترقیات کی خواہش کرتا ہے۔ اور وہ زیادہ سے زیادہ حقائق اور معارف کا بھوکا پیاسا رہتا ہے کبھی اس سے سیر نہیں ہوتا اسلئے ہماری بھی یہی خواہش ہے کہ جو مقصد ہے اور دلائل ہمیں ملیں وہ مل جاویں اسی مقصد کیلئے یہ تقریب پیش آئی ہے کہ ہم اپنے دوستوں کو نصیبین کی طرف بھیجتے ہیں۔ جس کے متعلق ہمیں پتہ ملا ہے کہ وہاں کے حاکم نے حضرت مسیح کو جبکہ وہ اپنی ملک گزار قوم کے ہاتھ سے تکلیفیں اٹھا رہے تھے) لکھا تھا کہ آپ میرے پاس چلے آئیے۔ اور واقعہ صلیب کے بچ جانے کے بعد اس مقام پر پہونچکر انہوں نے بدبخت قوم کے ہاتھ سے نجات پائی۔ وہاں کے حاکم نے یہ بھی لکھا تھا کہ آپ میرے پاس آ جائیں گے تو آپ کی خدمت کی سعادت حاصل کروں گا اور میں بیمار ہوں میرے لئے دعا بھی کریں اگرچہ یہ ایک انگریزی کتاب سے ہمیں معلوم ہوا ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ روضۃ الصفا جو ایک اسلامی تاریخ ہے اس قسم کا مفہوم اس سے بھی پایا جاتا ہے وہاں سے یہ یقین ہوتا ہے کہ مسیح علیہ السلام نصیبین میں ضرور آئے اور اسی راستہ سے وہ ہندوستان کو چلے آئے ہیں۔ پس اصل علم تو اللہ تعالیٰ کو ہے۔ لیکن ہمارا دل گواہی دیتا ہے کہ اس سفر میں انشاء اللہ حقیقت کھل جاویگی اور اصل معاملہ صاف ہو جاویگا۔ ممکن ہے کہ اس سفر میں ایسی تحریریں پیش ہو جاویں یا ایسے کتبے نکل آویں جو مسیح علیہ السلام کے اس سفر کے متعلق بعض امور پر روشنی ڈالنے والے ہوں یا حواریوں میں سے کسی کی قبر کا کوئی پتہ مل جاوے۔ یا اور اس قسم کے بعض امور نکل آویں جو ہمارے اس مقصد میں مؤید ثابت ہو سکیں۔ اس لئے میں نے اپنی جماعت میں سے تین آدمیوں کو اس سفر کے لئے طیار کیا ہے۔ ان کے لئے ایک عربی تصنیف بھی میں کرنی چاہتا ہوں جو بطور تبلیغ کے ہو اور جہاں جہاں وہ جاویں اس کو تقسیم کرتے رہیں۔ اسطرح پر اس سفر سے یہ بھی فائدہ ہوگا کہ ہمارے سلسلہ کی اشاعت بھی ہوتی جاوے گی۔ اور میں خدا تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایک مخلص اور وفادار جماعت عطا کی ہے میں دیکھتا ہوں کہ جس کام اور مقصد کیلئے میں ان کو بلاتا ہوں نہایت تیزی اور جوش کے ساتھ ایک دوسرے سے پہلے اپنی ہمت اور توفیق کے موافق آگے بڑھتا ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ ان میں ایک صدق اور اخلاص پایا جاتا ہے میری طرف سے کسی امر کا اشارہ ہوتا ہے اور وہ تعمیل کیلئے طیار۔ حقیقت میں کوئی قوم اور جماعت طیار نہیں ہو سکتی جب تک اس میں اپنے امام کی اطاعت اور اتباع کیواسطے اس قسم کا جوش اور اخلاص اور وفا کا مادہ نہو۔ حضرت مسیح علیہ السلام کو جو مشکلات اور مصائب اٹھانے پڑے ان کے عوارض اور اسباب میں سے جماعت کی کمزوری اور بیدلی بھی تھی چنانچہ جب انکو گرفتار کیا گیا تو پطرس جیسے اعظم الحواریین نے اپنے آقا اور مرشد کے سامنے انکار کر دیا۔ اور نہ صرف انکار کیا بلکہ تین مرتبہ لعنت بھی بھیجدی۔ اور اکثر ان کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اس کے بر خلاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے وہ صدق و وفا کا نمونہ دکھایا جسکی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہیں مل سکتی۔ انہوں نے آپ کی خاطر ہر قسم کا دکھ اٹھانا سہل سمجھا یہانتک کہ عزیز وطن چھوڑ دیا اپنے املاک و اسباب اور احباب سے الگ ہو گئے اور بالآخر آپ کی خاطر جان تک دینے سے تامل اور افسوس نہیں کیا۔ یہی صدق اور وفا تھی جسنے ان کو آخر کار بامراد کیا۔ اسی طرح میں اب دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے میری جماعت کو بھی اس کی قدر اور مرتبہ کے موافق ایک جوش بخشا ہے۔ اور وہ وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھاتے ہیں۔ جس دن سے میں نے نصیبین کی طرف ایک جماعت کے بھیجنے کا ارادہ کیا ہے۔ ہر ایک شخص کوشش کرتا ہے کہ اس خدمت پر میں مامور کیا جاؤں اور دوسرے کو رشک کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اور آرزو کرتا ہے کہ اس کی جگہ اگر مجھے بھیجا جاوے تو میری بڑی ہی خوش قسمتی ہے بہت سے احباب نے اس سفر پر جانے کیلئے اپنے آپ کو پیش کیا۔ لیکن میں ان درخواستوں سے پہلے مرزا خدا بخش صاحب کو اس سفر کے واسطے منتخب کر چکا تھا اور مولوی قطب الدین و میاں جمال الدین کو ان کے ساتھ جانے کیواسطے تجویز کر لیا تھا۔ اسی واسطے مجھے ان

احباب کی درخواستوں کو واپس دینا پڑا تاہم میں جانتا ہوں کہ وہ لوگ جنہوں نے صدق دل اور سچے اخلاص کے ساتھ اپنے آپ کو اس خدمت کیلئے پیش کیا ہے اللہ تعالےٰ ان کی پاک نیتوں کے ثواب کو ضایع نہیں کرے گا اور وہ اپنے اخلاص کے موافق اجر پائیں گے۔

دور دراز بلاد اور ممالک غیرہ کا سفر آسان امر نہیں ہے اگرچہ یہ سچ ہے کہ اس وقت سفر آسان ہو گئے ہیں لیکن پھر بھی یہ کس کو علم ہو سکتا ہے کہ اس سفر سے کون زندہ آئیگا۔ چھوٹے چھوٹے بچے اور بیویوں اور دوسرے عزیزوں اور رشتہ داروں کو چھوڑ کر جانا کوئی سہل بات نہیں ہے کاروبار اور معاملات کو ابتری اور پریشانی کی حالت میں چھوڑ کر ان لوگوں نے اس سفر کو اختیار کیا ہے اور انشراح صدر سے اختیار کیا ہے جس کے لئے میں یقین رکھتا ہوں کہ بڑا ثواب ہے ایک تو سفر کا ثواب ہے کیونکہ یہ سفر محض خدا تعالےٰ کی عظمت اور توحید کے اظہار کے واسطے ہے۔ دوسرے اس سفر میں جو مشقتیں اور تکالیف ان لوگوں کو اٹھانی پڑیں گی ان کا ثواب بھی ہے اللہ تعالیٰ کسی کی نیکی کو ضایع نہیں کرتا جیسا کہ فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ کے موافق وہ کسی کی ذرہ بھر نیکی کے اجر کو بھی ضایع نہیں کرتا تو اتنا بڑا سفر جو اپنے اندر ہجرت کا نمونہ رکھتا ہے اس کا اجر کبھی ضایع ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ صدق اور اخلاص ہو ریا اور دوسرے اغراض شہرت وغیرہ کے نہوں۔ اور میں جانتا ہوں کہ ہجرت کے شدائد و مصائب کو برداشت کرنا اور ایک موت کا قبول کر لینا بجز صدق کے نہیں ہو سکتا۔

بہت سے بھائی ان کے لئے دعائیں کرتے رہیں گے اور میں بھی ان کے واسطے دعاؤں میں مصروف رہونگا کہ اللہ تعالےٰ ان کو اس مقصد میں کامیاب کرے اور خیر و عافیت سے واپس لاوے اور پھر تو یہ سب لوگ بھی ان کے واسطے دعائیں کریں گے اور وہ ان کے ساتھ ہوں گے۔

اب میں یہ بھی ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ اس موقعہ پر ہماری جماعت نے دو قسم کی مروت اور محبت دکھائی ہے ایک تو یہ گروہ ہے جنہوں نے سفر اختیار کیا ہے اور اپنے آپ کو سفر کے خطرات میں ڈالا ہے اور ان مصائب اور شدائد کے برداشت کرنے کو طیار ہو گئے ہیں جو اس راہ میں انہیں پیش آئیں گی۔ دوسرا وہ گروہ ہے جنہوں نے میرے دینی اغراض و مقاصد میں ہمیشہ دل کھول کر چندے دیئے ہیں میں کچھ ضرورت نہیں سمجھتا کہ تفصیل کروں کیونکہ ہر شخص کم و بیش اپنی استطاعت اور مقدرت کے موافق حصہ لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ وہ کس اخلاص اور وفاداری سے ان چندوں میں شریک ہوتے ہیں۔ میں یہ خوب جانتا ہوں کہ ہماری جماعت نے وہ صدق اور وفا دکھایا ہے جو صحابہ ساعۃ العسرۃ میں دکھاتے تھے اگرچہ اشتہار میں بعض چند دوستوں کے نام لکھے ہیں جنہوں نے اپنے صدق و محبت کا نمونہ دکھایا ہے لیکن اس سے یہ نہیں ظاہر ہوتا کہ میں دوسروں سے بے خبر ہوں یا ان کی خدمات کو قابل قدر نہیں سمجھتا؟ میں خوب جانتا ہوں کہ کون سرگرمی اور اخلاص کے ساتھ میری راہ میں دوڑتا ہے۔ میں چونکہ بیمار تھا اور ابھی تک طبیعت ناساز ہے اس لئے میں پوری تفصیل نہ دے سکا اور نہ مختصر سے اشتہار میں اتنی تفصیل ہو سکتی تھی۔ پس جن لوگوں کے نام درج نہیں ہوئے ان کو افسوس نہیں کرنا چاہئے اللہ تعالےٰ ان کے صدق اور اخلاص کو خوب جانتا ہے اگر کوئی شخص اس غرض سے چندہ دیتا ہے یا ہماری دینی ضرورتوں میں شریک ہوتا ہے کہ اس کا نام شایع کیا جاوے تو یقیناً سمجھو کہ وہ دنیا کی شہرت اور نام و نمود کا خواہشمند ہے لیکن جو محض اللہ تعالیٰ کیلئے اس راہ میں قدم رکھتا ہے اور خدمت دین کیلئے کمربستہ ہوتا ہے اس کو اس بات کی کچھ بھی پروا نہیں ہوتی۔ دنیا کے نام کچھ حقیقت اور اثر اپنے اندر نہیں رکھتے ہیں نام وہی بہتر ہوتے ہیں جو آسمان پر لکھے جاویں کاغذات کا کیا اثر ہے ایک آن میں ہوتے ہیں اور ایک وقت ضایع ہو جاتے ہیں لیکن جو کچھ آسمان پر لکھا جاتا ہے وہ کبھی محو نہیں ہو سکتا۔ اس کا اثر ابدالآباد کے لئے ہوتا ہے۔ میرے بہت سے مخلص احباب ایسے ہیں جن کو تم میں سے شاید بہت ہی کم جانتے ہوں لیکن انہوں نے ہمیشہ میرا ساتھ دیا ہے۔ مثلاً میں تمثیل کے طور پر کہتا ہوں کہ مرزا یوسف بیگ صاحب میرے بہت ہی مخلص اور صادق دوست ہیں میں نے ان کا ذکر اس واسطے کیا ہے کہ اسطرح جماعتوں میں باہم تعارف بڑھتا ہے اور محبت پیدا ہوتی ہے مرزا صاحب اس وقت سے میرے ساتھ تعلق رکھتے ہیں جب کہ میں گوشہ نشینی کی زندگی بسر کرتا تھا میں دیکھتا ہوں کہ ان کا دل محبت اور اخلاص سے بھرا ہوا ہے اور وہ ہر وقت سلسلہ کی خدمت کیلئے اپنے اندر ایک جوش رکھتے ہیں۔

ایسا ہی اور بہت سے عزیز دوست ہیں اور سب اپنے اپنے ایمان اور معرفت کے موافق اخلاص اور جوش محبت سے لبریز ہیں۔ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ اعمال کی توفیق رفتہ رفتہ ملتی ہے لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ جب ایمان قوی نہو کچھ نہیں ہوتا جسقدر ایمان قوی ہوتا ہے اسیقدر اعمال میں بھی قوت آتی ہے۔ یہانتک کہ اگر یہ قوت ایمانی پورے طور پر نشو و نما پا جاوے تو پھر ایسا مومن شہید کے مقام پر ہوتا ہے۔ کیونکہ کوئی امر اس کے سد راہ نہیں ہو سکتا وہ اپنی عزیز جان تک دینے میں بھی تامل اور دریغ نہ کرے گا

* جیسا کئی دفعہ اس سے پہلے بھی بیان کیا ہے

ہو اب بھی اس کا بیان کرنا فایدہ سے خالی نہیں ہے اس لئے میں پھر کہنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ جو انبیاء علیہم السلام کو بھیجتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس نے دنیا کی ہدایت کے واسطے بھیجا اور قرآن مجید کو نازل فرمایا تو اسکی غرض کیا تھی؟ ہر شخص جو کام کرتا ہے اسکی کوئی نہ کوئی غرض ہوتی ہے۔ ایسا خیال کرنا کہ قرآن شریف کے نازل کرنے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بھیجنے سے اللہ تعالیٰ کی کوئی غرض اور مقصد نہیں ہے کمال درجہ کی گستاخی اور بے ادبی ہے۔ کیونکہ اس میں (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ کیطرف ایک فعل عبث کو منسوب کیا جائیگا۔ اور حالانکہ اسکی ذات پاک ہے (سبحانہ و تعالیٰ شانہ) پس یاد رکھو کہ کتاب مجید کے بھیجنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے اللہ تعالیٰ نے یہ چاہا ہے کہ تا دنیا پر عظیم الشان رحمت کا نمونہ دکھا وے جیسے فرمایا وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین

اور ایسا ہی قرآن مجید کے بھیجنے کی غرض بتائی کہ ھدی للمتقین۔ یہ ایسی عظیم الشان اغراض ہیں کہ کوئی نظیر نہیں پائی جا سکتی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ جیسے تمام کمالات متفرقہ جو انبیاء علیہم السلام میں تھے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں جمع کر دے۔ اور تمام خوبیاں اور کمالات جو متفرق کتابوں میں تھے۔ اور ایسا ہی جسقدر کمالات تمام امتوں میں تھے وہ اس امت میں جمع کر دیئے پس خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ہم ان کمالات کو پالیں۔ اور یہ بات بھی بھولنی نہیں چاہئے کہ جیسے یہ عظیم الشان کمالات ہم کو دینا چاہتا ہے اسکے موافق اسنے ہمیں قویٰ بھی عطا کئے ہیں کیونکہ اگر اس کے موافق قویٰ نہ دیئے جاتے تو پھر ہم ان کمالات کو کسی صورت اور حالت میں پا ہی نہیں سکتے تھے اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے کوئی شخص ایک گروہ کی دعوت کرے تو ضرور ہے کہ وہ اس گروہ کے موافق کھانا طیار کرے اور اس کے سوا نوکر چاکر ہوں۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ دعوت تو ایک ہزار آدمی کی کر دے اور ان کے بٹھانے کے واسطے ایک چھوٹی سی کٹیا بنا دے۔ نہیں بلکہ وہ اس تعداد کا پورا انتظام رکھے گا۔ اسی طرح پر خدا تعالیٰ کی یہ بھی ایک دعوت اور ضیافت ہے جس کے لئے کل دنیا کو بلا لیا ہے۔ اس دعوت کیلئے خدا تعالیٰ نے جو سامان طیار کیا ہے وہ قویٰ ہیں جو ان لوگوں کو دیئے گئے ہیں قویٰ کے بغیر کوئی کام نہیں ہو سکتا۔ اب اگر بیل گدھے اور جانوروں کے سامنے قرآن کریم کی تعلیمات کو پیش کریں۔ وہ نہیں سمجھ سکتے۔ اس لئے کہ انہیں وہ قویٰ نہیں دیئے جو قرآن کریم کی تعلیمات کو برداشت کر سکیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمکو وہ قویٰ دیئے ہیں اور ہم اس فائدہ کو اٹھا سکتے ہیں۔ ہمیں اللہ تعالیٰ نے وہ نبی دیا جو خاتم المومنین خاتم العارفین اور خاتم النبیین ہے۔ اور اسیطرح وہ کتاب اس پر نازل کی جو جامع الکتب اور خاتم الکتب ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو خاتم النبیین ہیں اور آپ پر نبوت ختم ہو گئی تو یہ نبوت اسطرح پر ختم نہیں ہوئی جیسے کوئی گلا گھونٹ کر ختم کر دے۔ ایسا ختم قابل فخر نہیں ہوتا۔ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہونے سے یہ مراد ہے کہ طبعی طور پر آپ پر کمالات نبوت ختم ہو گئے۔ یعنی وہ تمام کمالات متفرقہ جو آدم سے لیکر مسیح ابن مریم تک نبیوں کو دیئے گئے تھے کسی کو کوئی اور کسی کو کوئی وہ سب کے سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع کر دیئے گئے۔ اور اسطرح پر طبعاً آپ خاتم النبیین ٹھہرے۔ اور ایسا ہی وہ جمیع تعلیمات۔ وصایا اور معارف جو مختلف کتابوں میں چلے آتے ہیں۔ وہ قرآن شریف پر آکر ختم ہو گئے۔ اور قرآن شریف خاتم الکتب ٹھہرا۔

اس جگہ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ مجھ پر اور میری جماعت پر جو یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے یہ ہم پر افتراء عظیم ہے۔ ہم جس قوت یقین معرفت اور بصیرت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء مانتے اور یقین کرتے ہیں اس کا لاکھواں حصہ بھی وہ نہیں مانتے اور ان کا ایسا ظرف ہی نہیں ہے۔ وہ اس حقیقت اور راز کو جو خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت میں ہے سمجھتے ہی نہیں ہیں انہوں نے صرف باپ دادا سے ایک لفظ سنا ہوا ہے اور اس کی حقیقت سے بے خبر ہیں اور نہیں جانتے کہ ختم نبوت کیا ہوتا ہے۔ اور اس پر ایمان لانے کا مفہوم کیا ہے؟ مگر ہم بصیرت تام سے (جس کو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء یقین کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ نے ہم پر ختم نبوت کی حقیقت کو ایسے طور پر کھول دیا ہے کہ اس عرفان کے شربت سے جو ہمیں پلایا گیا ہے ایک خاص لذت پاتے ہیں جس کا اندازہ کوئی نہیں کر سکتا بجز ان لوگوں کے جو اس چشمہ سے سیراب ہوں۔ دنیا کی مثالوں میں سے ہم ختم نبوت کی مثال اسطرح پر دیتے ہیں کہ جیسے چاند ہلال سے شروع ہوتا ہے اور چودھویں تاریخ پر آکر اس کا کمال ہو جاتا ہے جبکہ اسے بدر کہا جاتا ہے۔ اسیطرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آکر کمالات نبوت ختم ہو گئے۔ جو لوگ یہ مذہب رکھتے ہیں کہ نبوت زبردستی ختم ہو گئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یونس بن متی پر بھی ترجیح نہیں دینی چاہئے۔ انہوں نے اس حقیقت کو سمجھا ہی نہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل اور کمالات کا کوئی علم ہی ان کو نہیں ملا باوجود اس کمزوری فہم اور کمی علم کے ہمکو کہتے ہیں کہ ہم ختم نبوت کے منکر ہیں۔ میں ایسے مریضوں کو کیا کہوں اور ان پر کیا افسوس کروں۔ اگر ان کی یہ حالت نہ ہو گئی ہوتی اور حقیقت اسلام سے بکلی دور نہ جا پڑے ہوتے تو پھر میرے آنے کی ضرورت کیا تھی؟ ان لوگوں کی ایمانی حالتیں بہت کمزور ہو گئی ہیں اور وہ اسلام کے مفہوم اور مقصد سے محض ناواقف ہیں ورنہ کوئی وجہ نہیں ہو سکتی تھی کہ وہ اہل حق سے عداوت کرتے جس کا نتیجہ کافر بنا دیتا ہے۔ یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم میں کونسی بات اسلام کے خلاف ہے ہم لا الہ الا اللہ کہتے ہیں اور نماز بھی پڑھتے ہیں اور روزے کے دنوں میں روزے بھی رکھتے ہیں۔ اور زکوٰۃ بھی دیتے ہیں۔ مگر میں کہتا ہوں کہ یہ تمام اعمال صالحہ کے رنگ میں نہیں ہیں بلکہ محض ایک پوست کیطرح ہیں جس میں مغز نہیں ہے۔ ورنہ اگر یہ اعمال صالحہ ہیں تو پھر ان کے نیک نتایج کیوں پیدا نہیں ہوتے؟ اعمال صالحہ تو تب ہو سکتے ہیں کہ وہ ہر قسم کے فساد اور ملاوٹ سے پاک ہوں۔ لیکن انہیں یہ باتیں کہاں ہیں؟ میں کبھی یقین نہیں کر سکتا کہ ایک مومن متقی ہو اور ...

* اعمال صالحہ کیا ہیں جب وہ اہل حق کا دشمن ہو۔ حالانکہ ... کہتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے نہیں ڈرتے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ کیا ... جس کو اللہ تعالیٰ نے مامور کر کے بھیجا ہے لیکن اگر اللہ تعالیٰ کی عظمت کچھ بھی ان کے دل میں ہوتی تو وہ انکار کرنے اور اس سے ڈر جاتے کہ ایسا نہو ہم خدا تعالیٰ کے نام کی تخفیف کرنے والے ٹھہریں لیکن یہ تب ہو کہ انہیں حقیقی اور اصلی ایمان نصیب ہوتا اور ... ولا تقف ما لیس ...

معجزات اور خوارق قرآنی چار قسم پر ہیں

(۱) معجزات عقلیہ (۲) معجزات علمیہ (۳) اعجاز برکات و روحانیہ (۴) معجزات تصرفات خارجیہ نمبر ۱ و ۲ و ۳ کے معجزات خواص ذاتیہ قرآن میں سے ہیں اور نہایت عالیشان اور بدیہی الثبوت ہیں جنکو ہر ایک زمانہ میں ہر ایک شخص تازہ بتازہ طور پر چشم دید امر کیطرح دیکھ سکتا ہے۔ لیکن نمبر ۴ کے معجزات یعنی تصرفات خارجیہ بیرونی خوارق ہیں جنکو قرآن شریف سے کچھ ذاتی تعلق نہیں انہیں میں سے معجزہ شق القمر بھی ہے۔ اصل خوبی اور حسن جمال قرآن شریف کا پہلے تینوں قسم کے معجزات کسیقدر اسمیں پائے جاتے ہیں اور قرآن شریف میں تو یہ ہر سہ قسم کے اعجاز اعلیٰ و اکمل و اتم طور پر پائے جاتے ہیں اور انہیں کو قرآن شریف اپنی بے مثل و مانند ہونیکے اثبات میں بار بار پیش کرتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے قل لئن اجتمعت الجن والانس علی ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا یعنی ان منکرین کو کہدے کہ اگر تمام جن و انس یعنی تمام مخلوقات اس بات پر متفق ہو جائے کہ اس قرآن کی کوئی مثل بنا لی جاوے تو وہ ہرگز اس بات پر قادر نہیں ہونگے کہ ایسی ہی کتاب انہیں ظاہری و باطنی خوبیوں کی جامع بنا سکیں۔ اگرچہ وہ ایک دوسرے کی بھی مدد کریں اور پھر دوسرے مقام میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ما فرطنا فی الکتاب من شیء۔ یعنی اس کتاب (قرآن شریف) سے کوئی حقیقت باہر نہیں رہی بلکہ یہ جمیع حقائق و معارف دینیہ پر مشتمل ہے اور پھر ایک جگہ فرماتا ہے۔ ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شیء یعنے یہ کتاب (قرآن شریف) تمام علوم ضروریہ پر مشتمل نازل فرمائی ہے اور پھر فرماتا ہے یتلوا صحفا مطھرۃ فیھا کتب قیمۃ۔ یعنے یہ قرآن شریف وہ پاک اوراق ہیں جنمیں تمام آسمانی کتابوں کا مغز اور لب لباب بھرا ہوا ہے اور پھر فرماتا ہے وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ وان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکافرین۔ یعنے اے منکرین اگر تم اس کلام کے بارہ میں جو ہم نے اپنے بندہ پر نازل کیا ہے کچھ شک میں ہو یعنی اگر تم اسکو خدا کا کلام نہیں سمجھتے اور ایسا کلام بنانا انسانی طاقت کے اندر خیال کرتے ہو تو تم بھی ایک سورۃ جو انہیں ظاہری باطنی کمالات پر مشتمل ہو بنا کر پیش کرو اور اگر تم نہ بنا سکو اور یاد رکھو کہ ہرگز نہیں بنا سکوگے تو اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن پتھر (بت) اور آدمی ہیں۔ یعنی بت اور مشرک اور نافرمان لوگ ہی اُس آگ کے بھڑکنے کا موجب ہو رہے ہیں اگر دنیا میں بت پرستی و شرک و بے ایمانی و نافرمانی نہ ہوتی تو وہ آگ بھی افروختہ نہوتی گویا اس کا ایندھن یہی چیزیں ہیں جو علت ہو جو اس کے برافروختہ ہونے کی ہیں اور پھر ایک جگہ فرماتا ہے۔ ولو انزلنا ھذا القرآن علی جبل لرأیتہ خاشعا متصدعا من خشیۃ اللہ وتلک الامثال نضربھا للناس لعلھم یتفکرون۔ یعنی یہ قرآن جو تیرا اوتارا گیا اگر کسی پہاڑ پر اوتارا جاتا تو وہ خشوع اور خوف الٰہی سے ٹکڑہ ٹکڑہ ہو جاتا اور یہ مثالیں ہم اسلئے بیان کرتے ہیں کہ تا لوگ کلام الٰہی کی عظمت کو معلوم کرنے کیلئے غور اور فکر کریں یہ تو قرآن شریف میں اُن اعجازی کمالات کا ذکر ہے جو خود اُس کے نفس نفیس میں پائے جاتے ہیں۔ لیکن بایں ہمہ تصرفات خارجیہ کے اعجاز بھی قرآن شریف میں بکثرت درج ہیں اور اس قسم کے معجزات جمال قرآنی کے لئے بطور اس زیور کے ہیں جو خوبوں کو پہنایا جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ نفس خوبصورتی زیور کے محتاج نہیں گو اُس سے اُس کی آب تاب کسیقدر اور بھی دوبالا ہے اس جگہ واضح رہے کہ تصرفات خارجیہ کے معجزات قرآن شریف میں کئی نوع پر مندرج ہیں ایک نوع تو یہی کہ جو دعائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے خدا تعالیٰ نے آسمان پر ایک قادرانہ تصرف دکھلایا اور چاند کو دو ٹکڑے کر دیا۔ دوسرے وہ تصرف جو خدا تعالیٰ نے جناب ممدوح کی دعا سے زمین پر کیا اور ایک سخت قحط سات برس تک ڈالا یہاں تک کہ لوگوں نے ہڈیوں کو پیسکر کھایا۔ تیسرے وہ تصرف اعجازی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شر کفار سے محفوظ رکھنے کے لئے بروز ہجرت کیا گیا یعنی جبکہ کفار مکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کرنے کا ارادہ کیا تو اللہ جلشانہ نے اپنے اس پاک نبی کو اس ارادہ کی خبر دی اور مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کر جانے کا حکم فرمایا اور پھر فتح و نصرت واپس آنے کی بشارت دی بدھ کا روز اور دوپہر کا وقت اور سخت ہی گرمی کے دن تھے جب یہ ابتلا منجانب اللہ ظاہر ہوا۔ اس مصیبت کی حالت میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ناگہانی طور پر اپنے قدیمی شہر کو چھوڑنے لگے اور مخالفین نے مار ڈالنے کی نیت سے چاروں طرف سے اس مبارک گھر کو گھیر لیا تب ایک جانی عزیز جس کا وجود محبت اور ایمان سے خمیر کیا گیا تھا جانبازی کے طور پر آنحضرت کے بستر پر باشارہ نبوی اس غرض سے منہ چھپا کر لیٹ رہا کہ تا مخالفوں کے جاسوس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکل جانے کی کچھ تفتیش نہ کریں اور اُسی کو رسول اللہ سمجھ کر قتل کرنے کے لئے ٹھہرے رہیں۔ ع

کس بہر کسے سر ندہد جان نفشاند
عشق است کہ این کار بصد صدق کناند

سو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اس وفادار اور جان نثار عزیز کو اپنی جگہ چھوڑ کر چلے گئے تو آخر تفتیش کے بعد اُن بدباطن لوگوں نے تعاقب کیا اور چاہا کہ راہ میں کسی جگہ پا کر قتل کر ڈالیں اس وقت اور اس مصیبت کے وقت میں بجز ایک با اخلاص اور یکرنگ اور دلی دوست کے اور کوئی انسان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمراہ نہ تھا لیکن ہر وقت اور نیز اس پر خطر سفر میں وہ مولیٰ کریم ساتھ تھا جس نے اپنے اس کامل وفادار بندہ کو ایک عظیم الشان اصلاح کیلئے دنیا میں بھیجا تھا سو اُس نے اپنے اس پیارے بندے کو محفوظ رکھنے کے لئے بڑے بڑے عجائب تصرفات اس راہ میں دکھلائے جو اجمالی طور پر قرآن شریف میں مذکور ہیں منجملہ اُن کے ایک یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جاتے وقت کسی مخالف نے نہیں دیکھا۔ حالانکہ صبح کا وقت تھا اور تمام مخالفین آنحضرت کے گھر کا محاصرہ کر رہے تھے سو خدا تعالیٰ نے جیسا کہ سورہ یٰسین میں اس کا ذکر کیا ہے اُن سب اشقیاء کی آنکھوں پر پردہ ڈالدیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے سروں پر خاک ڈالکر چلے گئے۔ ازانجملہ ایک یہ کہ اللہ جل شانہ نے اپنے نبی معصوم کے محفوظ رکھنے کیلئے یہ امر خارق عادت دکھلایا کہ باوجودیکہ مخالفین اس غار تک پہنچ گئے تھے جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معہ اپنے رفیق کے مخفی تھے مگر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھ سکے کیونکہ خدا تعالیٰ نے ایک کبوتر کا جوڑا بھیجدیا جس نے اُسی رات غار کے دروازہ پر آشیانہ بنا دیا اور انڈے بھی دیدیئے اور اسی طرح اذن الٰہی سے عنکبوت نے اُس غار پر اپنا گھر بنا دیا جس سے مخالف لوگ دھوکا میں پڑھکے ناکام واپس چلے گئے ازانجملہ ایک یہ کہ ایک مخالف جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پکڑنے کیلئے مدینہ کی راہ پر گھوڑا دوڑائے چلا جاتا تھا۔ جب وہ اتفاقاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچا تو جناب ممدوح کی بددعا سے اس کے گھوڑے کے چاروں سم زمین میں دھنس گئے اور وہ گر پڑا اور پھر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پناہ مانگکر اور عفو تقصیر کرا کر واپس لوٹ آیا چوتھی وہ تصرف اعجازی کہ جب دشمنوں نے اپنی ناکامی سے مشتعل ہو کر لشکر کثیر کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر چڑھائی کی تا مسلمانوں کو جو ابھی تھوڑے سے آدمی تھے نابود کر دیں اور دین اسلام کا نام و نشان مٹا دیں تب اللہ جلشانہ نے جناب موصوف کے ایک مٹھی کنکریاں کے چلانے سے مقام بدر میں دشمنوں میں ایک تہلکہ ڈالدیا اور ان کے لشکر کو شکست فاش ہوئی اور خدا تعالیٰ نے ان چند کنکریوں سے مخالفین کے بڑے بڑے سرداروں کو اسیر و ہلاک اور پریشان کر کے وہیں رکھا اور ان کی لاشیں انہیں مقامات میں گرائیں جن کے پہلے ہی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایک نشان بتلا رکھے تھے ایسا ہی اور کئی عجیب طور کے تائیدات و تصرفات الٰہیہ کا جو خارق عادت ہیں قرآن شریف میں ذکر ہے جن کا ماحصل یہ ہے کہ گو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو مسکینی اور غریبی اور یتیمی اور تنہائی اور بیکسی کی حالت میں مبعوث کر کے پھر ایک قلیل عرصہ میں جو تیس برس سے بھی کم تھا ایک عالم پر غالب کیا اور شہنشاہ قسطنطنیہ و بادشاہان دیار شام و مصر و ممالک مابین دجلہ و فرات وغیرہ پر غلبہ بخشا اور اس تھوڑے ہی عرصہ میں فتوحات کو جزیرہ نمائے عرب سے لیکر دریائے جیحون تک پھیلایا اور ان ممالک کے اسلام قبول کرنیکی بطور پیشگوئی قرآن شریف میں خبر دی۔ اُس حالت بیسامانی اور پھر ایسی عجیب غریب فتوحات پر نظر ڈالکر بڑے بڑے دانشمند اور فاضل انگریزوں نے بھی شہادت دی ہے کہ جس جلدی سے اسلامی سلطنت اور اسلام دنیا میں پھیلا ہے اسکی نظیر صفحہ تاریخ دنیا میں کسی جگہ پائی نہیں جاتی اور ظاہر ہے کہ جس امر کی کوئی نظیر نہ پائی جاوے اسی کو دوسرے لفظوں میں خارق عادت بھی کہتے ہیں غرض قرآن شریف تصرفات خارجیہ کا ذکر بھی بطور خارق عادت بہت جگہ آیا ہے بلکہ غور اور نظر کیساتھ دیکھو تو اس پاک کلام کا ہر ایک مقام تائیدات الٰہیہ کا نقارہ بجا رہا ہے اور ایک تصویر کھینچکر دکھلا رہا ہے کہ کیونکر اسلام اپنی اول حالت میں ایک خوردہ تخم کیطرح دنیا میں بویا گیا اور پھر وہ تھوڑے ہی عرصہ میں ایک خارق عادت طور پر کیسا بزرگ و عظیم القدر ہو کر اکثر حصہ دنیا میں پھیل گیا اور ہر ایک نوع پر کیا کیا عجیب تائیدات الٰہیہ اسکی حمایت میں ظہور میں آتی رہیں۔

اب ہم بیرونی معجزات کا بیان (جو اعجازی تصرفات ہیں) اسیقدر کافی سمجھکر ان معجزات کی تشریح کچھ زیادہ کرنا چاہتے ہیں جو قرآن شریف کی ذات سے تعلق رکھتے ہیں اور اسکی بطنی اور نفسی خاصیتیں ہیں کیونکہ اس قسم کے معجزات بباعث دائمی شہود اور وجود کے قوی الاثر ہیں جنکو ہر ایک طالب صادق اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے اور ہر ایک منصف کی نظر میں بالضرور قابل یقین ٹھہر سکتے ہیں۔ سو اول جاننا چاہئے کہ معجزہ عادات الٰہیہ میں سے ایک ایسی عادت یا یوں کہو کہ اس قادر مطلق کے افعال میں سے ایک ایسا فعل ہے جسکو اضافی طور پر خارق عادت کہنا چاہئے پس امر خارق عادت کی حقیقت صرف اسقدر ہے کہ جو

پاک نفس اگر تمام طریق وطرز انسانی ترقی ... کرکے اور معمولی عادات سے ہو کر قرب الٰہی کے میدانوں میں آگے قدم رکھتے ہیں تو خدا تعالیٰ حسب حالت اُن کے ایک ایسا عجیب معاملہ اُن سے کرتا ہے کہ وہ تمام حالات انسانی پر خیال کرنے کے بعد ایک امر خارق عادت دکھائی دیتا ہے اور جسقدر انسان اپنی بشریت کے وطن کو چھوڑ کر اور اپنے نفس کے حجابوں کو پھاڑ کر عرصات عشق ومحبت میں دور تر چلا جاتا ہے اسیقدر یہ خوارق نہایت صاف اور شفاف اور روشن وتابان ظہور میں آتے ہیں جب تزکیہ نفس انسانی کمال تام کی حالت پر پہنچتا ہے اور اس کا دل غیر اللہ سے بالکل خالی ہو جاتا ہے اور محبت الٰہی سے بھر جاتا ہے تو اس کے تمام اقوال وافعال اعمال وحرکات وسکنات و عبادات ومعاملات واخلاق جو انتہائی درجہ پر اس سے صادر ہوتے ہیں وہ سب خارق عادت ہی ہو جاتے ہیں سو بمقابل اُس کے ایسا ہی معاملہ باری تعالیٰ کا بھی اس سے بطور خوارق عادت ہی ہوتا ہے چونکہ آنحضرت سید الانام اور سید المرسلین اور امام المطہرین تھے جنکو قادر مطلق نے اپنے ہاتھ سے صاف کیا تھا اس لئے تمام سراپا وجود اُن کے کا حقیقت میں معجزہ ہی تھا اور ضرور تھا کہ ایسے عالیشان نبی پر جو کلام نازل ہوتا تھا وہ بباعث تبدل تام اُس کے نہایت درجہ کا خارق عادت ہوتا جس سے تمام اولین آخرین کی نظریں خیرہ ہو جائیں کیونکہ اگرچہ کلام الٰہی کی ذات کلام انسانی سے ایسا ہی ممیز ہے جیسے خدا انسان سے تمیز تام رکھتا ہے۔ لیکن باوجود اس کے فیض اسی حسب استعداد وحالت صفوت وانقطاع خلق وملکات صالحہ وحی یاب ہو کر آتا ہے اور اسی کی طرف ایک روحانی اشارہ ہے جو قرآن شریف میں پایا جاتا ہے یعنے یہ کہ وہ پاک کلام بہت فرشتوں کی حفاظت کے ساتھ اترا ہے۔ سو ظاہر ہے کہ فرشتے تو معصوم ہی ہیں مگر پاک اخلاق اور پاکیزہ حالتیں اور شوق وذوق سے بھری ہوئی واردات اور درد دل اور جوش محبت اور صدق وصفا وتبتل وفنا وتوکل ورضا وتسلیم وفنا اور شوق کے لئے عشق موسلے ایک قسم کے فرشتے ہی ہیں جو قادر مطلق نے اپنے اس محبوب افضل الرسل کے وجود میں اکمل واتم طور پر پیدا کئے تھے اور پھر اسی کے اتباع سے ہر ایک مومن کامل کے دل میں بھی باذنہ تعالیٰ پیدا ہو جاتے ہیں اور اگرچہ عام مومنوں میں بھی جو ابھی حالت کمالیہ تک نہیں پہنچے ان کا تخم پایا جاتا ہے لیکن وہ تخم اس چھپی ہوئی آگ کیطرح ہے جو افروختہ آگ کا کام نہیں دے سکتی جیسے ظاہر ہے کہ انڈا مرغ کا قائم مقام نہیں ہو سکتا اور نہ بیج درخت کا حکم رکھتا ہے اور اگرچہ ہر ایک زمین کے نیچے پانی ہے لیکن بجز بہت سی جانکنی اور محنت اور مدت تک زمین کھودنے کے وہ پانی نکل نہیں سکتا اسیطرح آتش شوق الٰہی جبتک ہے کمال اشتعال کیحالت میں نہ آوے تب تک اس کے فوائد مترتب نہیں ہو سکتے لیکن جب وہ کمال طور پر افروختہ ہو جاتی ہے اور چاروں طرف سے بھڑک اُٹھتی ہے تب وہ دخل شیطان سے محفوظ رکھنے کیلئے فرشتوں کا کام دیتی ہے اور ملائکہ حفاظت میں شمار کیجاتی ہے پاک اعمال اور پاک حالتیں اور پاک واردات اور پاک جوش اور پاک ذوق اور پاک حزن اور پاک اخلاق ظہور جب اپنے اشتعال اور کمال کیحالت میں ہوں تو آن نیک اور ہوشیار چوکیداروں کیطرح ہیں جو اپنے مالک کے محل کے دروازہ پر چاروں طرف دن رات پہرہ دینے کیلئے کھڑے رہتے ہیں سو ہر چند اس محل کے سارے دروازے کھلے ہیں (یعنی ہر قسم کی قوتیں اور استعدادیں) مگر بباعث تقیید محافظین بجز سرد ہوا اور محبوب چیزوں کے کوئی نابکار چیز اندر نہیں جا سکتی اور اگر کوئی باوجود اندر جانے کا ارادہ کرتا ہے تو پکڑا جاتا ہے اور مار کھاتا ہے۔ لیکن وہ محل جس کے دروازے تو کھلے ہیں مگر دروازوں پر کوئی نیک وہوشیار چوکیدار نہیں گو اسمیں شہنشاہی ہوا اور اچھی اچھی چیزیں بھی داخل ہوتی ہیں مگر ایسے گھر کو اکثر چور لگے رہتے ہیں اور کتے اسکی چیزوں کو پلید کرتے رہتے ہیں سو یہ گھر خرابی کی حالت میں رہتا ہے پس جس جگہ صفوت وعصمت وتبتل ومحبت کامل وتام وحزن ودرد وشوق وخوف ہے اُسی جگہ انوار وحی کے کامل تجلیات بغیر آمیزش کسی قسم کی ظلمت کے وارد ہوتے رہتے ہیں اور آفتاب کی طرح چمکتے ہوے نظر آتے رہتے ہیں اور جسجگہ یہ مرتبہ کمال تمام کا نہیں اس جگہ وحی بھی اُس عالی مرتبہ سے متنزل ہوتی ہے غرض وحی الٰہی ایک ایسا آئینہ ہے جس میں خدا تعالیٰ کی صفات کمالیہ کا چہرہ حسب صفائی باطن نبی منزل علیہ کے نظر آتا ہے اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اپنی پاک باطنی وانشراح صدری وعصمت وحیا وصدق وصفا وتوکل ووفا اور عشق الٰہی کے تمام لوازم میں سب انبیاء سے بڑھکر اور سب سے افضل واعلیٰ واکمل وارفع واجلیٰ واصفا تھے اس لئے خدائے جلشانہ نے اُن کو عطر کمالات خاصہ سب سے زیادہ معطر کیا اور وہ سینہ اور دل جو تمام اولین اور آخرین کے سینہ ودل سے فراخ تر وپاک تر ومعصوم تر وروشن تر وعاشق تر تھا وہ اسی لائق ٹھہرا کہ اُس پر ایسی وحی نازل ہو کہ جو تمام اولین وآخرین کی وحیوں سے اقویٰ واکمل وارفع واتم ہو کر صفات الٰہیہ کے دکھلانے کیلئے ایک نہایت صاف اور کشادہ اور وسیع آئینہ ہو سو یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف ایسے کمالات عالیہ رکھتا ہے جو اسکی تیز شعاعوں اور شوخ کرنوں کے آگے تمام صحف سابقہ کی چمک کالعدم ہو رہی ہے کوئی ذہن ایسی صداقت نکال نہیں سکتا جو پہلے ہی سے اسمیں درج نہ ہو کوئی فکر ایسے براہین عقلی پیش نہیں کر سکتا جو پہلے ہی سے اُس نے پیش نہ کی ہو کوئی تقریر ایسا قوی اثر کسی دل پر ڈال نہیں سکتی جیسے قوی اور پر برکت اثر لاکھوں دلوں پر وہ ڈالتا آیا ہے وہ بلاشبہ صفات کمالیہ حق تعالیٰ کا ایک نہایت مصفا آئینہ ہے جسمیں سے وہ سب کچھ ملتا ہے جو ایک سالک کو مدارج عالیہ معرفت تک پہنچنے کیلئے درکار ہے۔

....

معرفت حقانی کے عطا کرنے کے لئے تین دروازے قرآن شریف میں کھلے ہوئے ہیں ایک عقلی یعنے خدا تعالیٰ کی ہستی اور خالقیت اور اسکی توحید اور قدرت اور رحم اور قیومی اور مجازات وغیرہ صفات کی شناخت کیلئے جہانتک علوم عقلیہ کا تعلق ہے استدلالی طریق کو کامل طور پر استعمال کیا ہے اور اس استدلال کے ضمن میں صناعت منطق وعلم بلاغت وفصاحت وعلوم طبعی وطبابت وہیئت وہندسہ ودقائق فلسفہ وطریق جدل ومناظرہ وغیرہ تمام علوم کو نہایت لطیف وموزون طور پر بیان کیا ہے جس نے اکثر دقیق مسائل کا پیچ کھولتا ہے۔ پس یہ طرز بیان جو فوق العادت ہے از قسم اعجاز عقلی ہے کیونکہ بڑے بڑے فیلسوف جنہوں نے منطق کو ایجاد کیا اور فلاسفی کے قواعد مرتب کئے اور بہت کچھ طبعی اور ہیئت میں کوشش ومغززنی کی وہ بباعث نقصان عقل ہے اُن علوم سے اپنے دین کو مدد نہیں دے سکے اور نہ اپنی غلطیوں کی اصلاح کر سکے اور نہ اوروں کو فائدہ دینی پہونچا سکے بلکہ اکثر اُن کے دہریہ اور ملحد اور ضعیف الایمان رہے اور جو بعض اُن میں سے کسیقدر خدا تعالیٰ پر ایمان لائے انہوں نے ضلالت کو صداقت کے ساتھ ملا کر اور خبیث کو طیب کے ساتھ مخلوط کرکے راہ راست کو چھوڑ دیا پس یہ الٰہی عقل از قبیل خارق عادت ہے جس کے استدلال میں کوئی غلطی نہیں اور جس نے علوم مذکورہ سے ایک ایسی شائستہ خدمت لی ہے جو کبھی کسی انسان نے نہیں لی اور اس کے ثبوت کیلئے یہی کافی ہے کہ دلائل وجود باری عز اسمہ اور اسکی توحید وخالقیت وغیرہ صفات کمالیہ کے اثبات میں بیان قرآن شریف کا ایسا محیط وحاوی ہے جس سے بڑھکر ممکن ہی نہیں کہ کوئی انسان کوئی جدید برہان پیش کر سکے اگر کسیکو شک ہو تو وہ چند دلائل عقلی متعلق اثبات ہستی باری عز اسمہ یا اوس کی توحید یا اوس کی خالقیت یا کسی دوسری الٰہی صفت کے متعلق بطور امتحان پیش کرے تا بالمقابل قرآن شریف میں سے وہی دلائل یا اُن سے بڑھکر اُس کو دکھلائے جائیں جنکو دکھلانے کے ہم آپ ہی ذمہ دار ہیں غرض یہ دعوے اور یہ تعریف قرآنی لاف وگزاف نہیں بلکہ حقیقت میں حق ہے اور کوئی شخص عقائد حقہ کے اثبات میں کوئی ایسی دلیل پیش نہیں کر سکتا جس کے پیش کرنے سے قرآن شریف غافل رہا ہو قرآن شریف باواز بلند بیسیوں جگہ اپنے احاطہ کا دعوے پیش کرتا ہے چنانچہ بعض آیات ان میں سے اس ..... میں درج بھی کر چکے ہیں سو اگر کوئی طالب حق آزمایش کا شائق ہو تو ہم اس کی تسلی کامل کرنے کیلئے مستعد اور طیار اور ذمہ وار ہیں مگر افسوس تو یہ ہے کہ اس پر غفلت اور لاپرواہی اور بیقدری کے زمانہ میں ایسے لوگ بہت ہی تھوڑے ہیں جو صدق دل سے طالب حق ہو کر اس خاصیت عقلی معجزہ کی آزمایش چاہیں بلکہ وہ اسی میں اپنی بہتری سمجھ لیتے ہیں کہ بات کو سنتے ہی انکار کر دیں لیکن ظاہر ہے کہ صرف اس بات کے کہنے سے کہ ہم نہیں مانتے یا ہم اسکو خلاف عقل یا خلاف قانون قدرت سمجھتے ہیں امر متنازعہ فیہ انفصال نہیں پا سکتا صداقت پسندوں کا یہ طریق ہرگز نہیں۔ ایک شخص کو ایک امر متنازعہ فیہ کے اثبات کیلئے میدان میں کھڑے دیکھکر اور آواز بجا طور سنتے منکر پھر اسکی طرف رخ نہ کریں اسے نزدیک نہیں اور دور بیٹھے یوں ہی کہتے رہیں کہ اس کی یہ باتیں جھوٹ اور بے اصل ہیں کیا یہ شیوہ کسی واقعی راستباز کا ہو سکتا ہے ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ دوسرا دروازہ معرفت الٰہی کا جو قرآن شریف میں نہایت وسیع طور پر کھلا ہوا ہے دقائق علمیہ ہیں جس کو بوجہ خارق عادت ہونے کے علمی اعجاز کہنا چاہیئے وہ علوم کئی قسم کے ہیں اول علم معارف دین یعنی جسقدر معارف عالیہ دین اور اسکی پاک صداقتیں ہیں اور جسقدر نکات ولطائف علم الٰہی ہیں جنکی اس دنیا میں تکمیل نفس کیلئے ضرورت ہے ایسا ہی جسقدر نفس امارہ کی بیماریاں اور اُس کے جذبات اور اسکی دوری یا دائمی آفات ہیں یا جو کچھ اُن کا علاج اور اصلاح کی تدبیریں ہیں اور جسقدر تزکیہ وتصفیہ نفس کے طریق ہیں اور جسقدر اخلاق فاضلہ کے انتہائی ظہور کی علامات وخواص ولوازم ہیں یہ سب کچھ باستیفائے تام قرآن مجید میں بھرا ہوا ہے اور کوئی شخص ایسی صداقت یا ایسا نکتہ الٰہیہ یا ایسا طریق وصول الی اللہ یا کوئی ایسا نادر یا پاک طور مجاہدہ وپرستش الٰہی کا نکال نہیں سکتا جو اس پاک کلام میں درج نہ ہو دوسرے علم خواص روح وعلم نفس ہے جو ایسے اعلیٰ تام ہے اس کلام معجز نظام میں اندراج پایا ہے کہ جس کو غور کرنیوالے سمجھ سکتے ہیں کہ بجز قادر مطلق کے یہ کسی کا کام نہیں۔

مختصر نوٹ اور نکات

مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت جو یہ مشہور ہے۔ کہ وہ ایک عرصہ دراز تک غار میں مخفی رہیگا۔ نا عاقبت اندیش اسکی اصل حقیقت کو نہیں پہچان سکے خلافت راشدہ کے واجب الحکم مخالفین نے (دب اجزہ جزاء الاوفی) اس راز کو کھولا ہے۔ اسطرح پر کہ اس غیبوبت سے مراد یہ ہے کہ وہ ایک عرصہ تک قوم کی نگاہ سے مخفی اور غیر معروف رہیگا لیکن حواشی اور عوارض نے اس حقیقت کو چھپا دیا اور واقعہ صحیحہ کو فسانہ کا رنگ دیکر اسے یہ لباس پہنا دیا کہ اسے صدیوں تک غار میں چھپا دیا۔

فی الحقیقت یہ عقدہ جو اسطرح پر کھولا گیا ہے حضرت مہدی مسعود کی پاک لائف پر غور کرنے سے بھی صحیح معلوم ہوتا ہے اور آپ کے بعض الہامات بھی اسکے موید ہیں مثلاً تخان ان تعان و تعرف بین الناس سے صاف پایا جاتا ہے کہ ایک زمانہ آپ پر ایسا گذرا ہے کہ دنیا آپکے قدر و مرتبہ سے محض نا آشنا تھی۔ تب ہی تو خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے اب وہ وقت آگیا ہے کہ تیری مدد کی جاوے اور تو اہل عالم میں شناخت کیا جاوے۔ اور اسی کا موید ایک اور الہام جس میں گویا زمین حضرت مسیح موعود کو خطاب کرکے کہتی ہے کہ اے ولی اللہ میں تجھے شناخت نہ کرتی تھی۔ غرض امام منتظر کے غائب رہنے کی یہی حقیقت ہے۔

یہ غیبوبت اور خفا حضرت مہدی مسعود ہی کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ ہر ایک مرسل اور مامور کے حصہ میں آئی ہے۔ اور وہ اسطرح پر واقع ہوئی ہے کہ وہ مامور و مرسل ایک گمنامی کی حالت میں رہ کر اور کچھ عرصہ تک دنیا کے فرزندوں سے کذاب مفتری اور دوکاندار کہلا کر آخر خدا تعالیٰ کی نصرتوں اور تائیدوں کے مورد ہوئے پھر یک دفعہ بہت سے سعید انکی طرف رجوع لائے اور زمین ان کی گواہی کے لئے بول اوٹھی اور آسمان سے آوازیں آنی شروع ہوئیں کہ یہ خدا کے سچے مہدی اور خلیفہ ہیں۔

قرآن کریم میں رب اور اللہ اسموں کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے لکھا ہے۔

قرآن کریم میں تدبر کرنے والے جانتے ہیں کہ تربیت کی تربیت اور اسکے کمال مطلوب تک پہنچانا خدا تعالیٰ کے اسم رب کا خاصہ ہے۔ اور جہاں جہاں خدا تعالیٰ نے ضرورت نبوت کی قرآن کریم میں بحث چھیڑی ہے دلیل میں اپنے اسم رب کو مذکور فرمایا ہے اس لئے کہ جیسے اس کی ربوبیت نے انسان کے عالم اجسام کے لئے زمین و آسمان اور ان کے درمیان کی اشیاء کو مسخر کیا اور خدمت میں لگا دیا ہے ویسے ہی اس کی ربوبیت نے تقاضا کیا کہ انسان کی روح کی تربیت کے لئے جو اصلی مقصود اور ابدی غیر فانی شے ہے اس کی تربیت کے مناسب حال سامان مہیا کرے سو اس کے لئے اس نے نبوت کا سلسلہ اس جہان میں قائم کیا۔ اور جہاں نبوت کے اعدا اور مخالفین کو مقابلہ سے ڈرانا چاہا اور ان کے بارہ میں خوفناک وعید بیان کرنے چاہے ہیں وہاں نبوت کی حمایت و دفاع میں اسم اللہ کو جو جامع جمیع صفات کاملہ ہے پیش کیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نبوت کا اصلی مقصد توحید الوہیت کا قائم کرنا اور آلہہ باطلہ اور ہر قسم کے طواغیت کا ابطال کرکے خداوند تعالیٰ کے لئے معبودیت اور الوہیت کا یگانہ استحقاق اور لا شریک منصب مخصوص کرنا ہوتا ہے۔ تو جب عداوت اور خلاف اپنے ہتھیار لیکر اس کا استیصال کرنے پر آمادہ ہوں عزت اور جوش بھی اسی کو آنا چاہئے جس کی خدمت کے لئے نبوت میدان میں نکلی ہے

ہے

یاد رکھو آخر یہ لوگ بہت شرمندگی کے ساتھ اپنے منہ بند کر بیٹھے اور بڑی ندامت اور ذلت کے ساتھ تکفیر کے جوش سے دستکش ہو ایسے ٹھنڈے ہو جاینگے کہ جیسے کوئی بھڑکتی ہوئی آگ پر پانی ڈالدے لیکن انسان کی تمام قابلیت اور زیرکی اور عقلمندی اسی میں ہے کہ سمجھانے سے پہلے سمجھے اور جتلانے سے پہلے بات کو پا جائے۔ اگر سخت خونخواری کے بعد سمجھا تو کیا سمجھا بہتوں پر عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے کہ وہ کافر بنانے اور گالیاں دینے کے بعد پھر رجوع کرینگے اور بدگمانی اور بدگمانی کے بعد پھر حسن ظن پیدا کرینگے مگر کہاں وہ پہلی بات اور کہاں یہ ؎

اکنوں ہزار عذر بیاری گناہ را
مرشوی کردہ را نبود زیب دختری

سوائے میری پیاری قوم! اسوقت کو غنیمت سمجھ یہ تیرا گمان صحیح نہیں ہے کہ اس صدی کے سر پر آسمان و زمین کے خدا نے کوئی مجدد اپنی طرف سے نہ بھیجا بلکہ (معاذ اللہ) کا ذب دجال بھیجا تا دہر میں فساد پھیلائے۔ اے قوم! نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کا کچھ لحاظ کر اور خدا سے ڈر اور تہمت کو روہت کرے۔

غافل مشو گر عاقلی دریاب گر صاحبدلی
شاید کہ نتواں یافتن دیگر چنیں ایام را

شرمناک اغواء

نہایت افسوس کے ساتھ معلوم ہوا ہے کہ قادیان میں ایک نوجوان کشمیری نے ایک کنواری لڑکی قوم کشمیری کو جسکے والدین مرچکے ہیں اور وہ اپنے دوسرے رشتہ داروں کی نگرانی میں یہاں ہی رہتی تھی۔ اغوا کر لیا ہے۔ یہ مقدمہ مہرا ئے بھورام صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر گورداسپور کی عدالت میں دائر ہو گیا ہے جو لڑکی کے نانے کی طرف سے کیا گیا ہے۔ قادیان کی کل کشمیری قوم اس شرمناک حرکت پر ناراض معلوم ہوتی ہے۔ لڑکی ابھی تک گم ہے معلوم نہیں اسے کہاں رکھا گیا ہے اس اغواء میں بعض عورتوں اور مردوں کی شمولیت بیان کی جاتی ہے۔ امید ہے عدالت سے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو کر رہے گا۔

(ایڈیٹر)

ایک آریہ کا قتل

فرید کوٹ کا سٹیشن ماسٹر قتل کیا گیا ہے جسکو آریہ اخباروں نے خوب رنگ دیا ہے ہم اسپر مفصل پھر لکھیں گے اسکے صحیح واقعات جو روزانہ پیسہ میں شائع ہوئے ہیں فی الحال درج کرتے ہیں۔

(ایڈیٹر)

بابو تلسی رام آریہ خیالات کا آدمی تھا۔ چند روز سے اوس نے اپنے ایک دو ہم خیالوں کے مشورہ سے فرید کوٹ میں آریہ سماج کی اشاعت چاہی۔ آخر نے ایک دفعہ فیروز پور سے لیکچرار منگوایا۔ اوس کے لیکچر ہونے کے لئے اجازت ہونے کی محکمہ وزارت میں درخواست کی۔ وزیر صاحب نے اجازت دی لیکچر ہوئے۔ لیکچرار چلا گیا اور وزیر صاحب کو مسوری تشریف لے گئے۔ تو ان دنوں ایک شخص مسمی ہر نام سنگھ لیکچرار کو لاہور یا کسی اور جگہ سے منگوا کر شہر میں بلا اجازت لیکچر شروع کرا دیئے لیکچر ہونے لگے۔ تو لیکچرار نے دوسرے مذاہب کے حق میں توہین آمیز کلمات استعمال کرنے شروع کئے۔ اس وجہ سے عام رعایا ناراض ہوئی کہ ایسے توہین آمیز لیکچر فرید کوٹ میں کبھی نہیں ہوے۔ اور اب بھی نہیں ہونے چاہئیں چنانچہ مدار المہام صاحب کے واپس آنے پر باشندگان شہر کیطرف سے یہ شکایت پیش ہوئی۔ جس پر حکم ہوا کہ آئندہ لیکچر سوائے منظوری خاص ہر گز نہیں ہوا کریں اور نہ دئے جائیں۔

۲۰ تاریخ کو اختتام لیکچر میں گوپی نامی جو تھوڑے عرصہ سے پٹیالہ سے آکر یہاں پان فروشی کی دوکان کرتا تھا۔ ہتک آمیز الفاظ نہ سن سکا۔ اور کہہ اوٹھا کہ میں اس کی تردید میں کل لیکچر دونگا۔ اس پر لیکچرار اور سٹیشن ماسٹر ناراض ہوگئے۔ ناراضگی کی نوبت یہاں تک پہونچی۔ کہ گوپی ۲۱ جولائی کو سٹیشن پر گیا۔ تو سٹیشن ماسٹر نے اوس سے دو چار ہو کر۔ اوس کو سخت زد و کوب کیا۔ گوپی سے ایک راضی نامہ پر انگوٹھے بھی لگوا لئے۔

شرابی اور مدہوش ہونے کا اقبال بھی راضی نامہ میں کسی دوسرے آدمی سے لکھا لیا۔ جب وہ سٹیشن ماسٹر کے پنجہ سے نکلا۔ تو فی الفور اوس نے ریلوی پولیس اور ٹریفک افسروں کے پاس شکایتی تار اور چوکیدار بھیجیں ایک استغاثہ عدالت میں پیش کیا۔ کہ اوس کا ملاحظہ ڈاکٹر سے کرایا جائے۔ جو ڈاکٹر نے ملاحظہ کرکے لکھا۔ کہ وہ مدہوش اور نشہ خوردہ نہیں ہے مگر عدالت ریاست سے یہ وجہ بیان کرکے۔ کہ موقعہ واردات حدود ریاست سے باہر ہے۔ کوئی مزید کارروائی استغاثہ کی نہ کی۔ گوپی خاموش ہوا۔

مگر سٹیشن ماسٹر نے اوسکا پیچھا نہ چھوڑا۔ معہ آدمیوں کے روبرو اوس کو ایسی فحش گالیاں دیں۔ کہ کوئی کمینہ سے کمینہ آدمی کو بھی نہیں دیتا۔ اسیطرح سٹیشن ماسٹر بازار میں آتے جاتے اوس کو دھمکاتا۔ اور اوسکا اشتعال زیادہ کرتا تھا۔ اس کے برف کی ڈلیوری نہ کی۔ بلکہ سٹیشن پر نیلام کرادی جس سے اوسکا زیادہ نقصان ہوا۔ اور اشتعال زیادہ بڑھا۔

اتفاقاً ۲۳ جولائی کو ۹ بجے رات کے گوپی دوکان پر بیٹھا تھا۔ سٹیشن ماسٹر نے اوس کے پاس سے گذرتے ہوئے اوس کو ڈنڈا دکھا کر دھمکایا۔ اسپر اوسکو غصہ آگیا۔ جب سٹیشن ماسٹر واپس آیا۔ تو آگے بڑھکر اول اوس کے چہرہ پر پسی ہوئی مرچوں کا برادہ پھینکا۔ وہ آنکھوں کو دامن قمیص یا کوٹ سے صاف کرنے لگا تو چاقو اوس کے پیٹ میں چبھو دیا جس سے اوس کے معدہ اور جگر اور معدہ پر زخم کاری لگا۔ مجروح نے لاٹھی کا وار کیا۔ مگر خالی گیا گوپی سیدھا کوتوالی میں پہونچا اور کہا کہ میں بلوہ سے اپنا بدلہ لے آیا ہوں۔ پولیس نے اوسکو گرفتار کیا فی الفور موقعہ پر پہونچے۔ مجروح کو ہسپتال میں پہنچایا ڈاکٹروں سے پوری امداد علاج کی پہنچائی۔ سول سرجن ریاست نے تندہی سے علاج شروع کیا۔ اور اہلکاران منتظمہ نے کامل تاکید سے تفتیش شروع ہونے کا حکم دیا۔ کہ جابجا اطلاعیں اور رپورٹیں بذریعہ ارجنٹ تاروں کے بھیجیں۔ ہوش آنے پر مجروح نے جو کچھ بیان کیا تھا۔ اوس کے مطابق مقدمہ کی کارروائی چلائی۔ مجروح ۲۳ کی ۹ بجے شب سے ۲ بجے دوپہر ۲۴ تاریخ تک ۱۵ گھنٹہ فرید کوٹ کے ہسپتال میں رہا۔ ۲ بجے حسب خواہش اوس کے متعلق کے سٹیشن پر پہنچایا گیا۔ اور وہاں ۱۱ بجے رات تک رہا۔ بعدہ حسب تجویز صاحب سول سرجن فیروز پور مال گاڑی میں فیروز پور پہنچایا گیا۔ وہاں جا کر ۹ بجے شام تک زندہ زیر علاج رہا۔ ۹ بجے شام کے مرگیا سارے واقعہ کا یہ صحیح اور مختصر قصہ ہے۔ اس سے شور مچانے والے اخبارات کی بے خبری معلوم ہوتی ہے عدالت ریاست نے پولیس کی تفتیش کے بعد مجسٹریٹی تحقیقات باقاعدہ کرکے مقدمہ سپرد سشن کر دیا ہے۔ عدالت سشن فیصلہ کرے گی تو نتیجہ معلوم ہوگا لیکن بعض حلقوں میں یہ خبر گرم ہے۔ کہ جن اخباروں نے غلط واقعات چھاپے ہیں۔ اور غلط اتہام لگائے ہیں اون پر مقدمہ چلایا جائے گا۔

جھوٹے نبی اور عیسائی

ایک مرتبہ ایک عیسائی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بذریعہ خط دریافت کیا تھا کہ آپ جو مسیح موعود ہونے کے مدعی ہیں تو وہ جو انجیل متی میں لکھا ہے کہ جھوٹے مسیح اور نبی آئیں گے ا وہ کون ہیں؟ اس سوال کا جواب شیخ الہ دین صاحب لودھانوی نے بھیجا ہوا تھا جو بعض وجوہات سے اب تک چھپ نہ سکا۔ اسے فائدۂ ناظرین کیلئے اب ہم درج کرتے ہیں۔ ایڈیٹر۔

جناب مارکس صاحب وہ جھوٹے نبی اور مسیح آپ کے بھائی بندوں اور بزرگوں عیسائیوں ہی میں سے ہو گئے تھے شاید اور بھی ہوتے رہیں گے۔ دیکھئے انجیل متی باب ۷ آیت ۱۵ جھوٹے نبیوں سے خبردار رہو جو تمہارے پاس بھیڑوں کے لباس میں آتے ہیں پر باطن میں پھاڑنے والے بھیڑیے ہیں۔ پادری عماد الدین اپنی تفسیر انجیل متی خزانۃ الاسرار مطبوعہ ۱۸۷۵ء کے صفحہ ۱۱۵ سطر اول میں لکھتا ہے۔ بھیڑیوں کے لباس میں۔ بھیڑیں تو عیسائی لوگ ہیں پر جھوٹے نبی بھی عیسائیوں کی صورت بنا کر آویں گے بڑی مصیبت ہے کیونکہ اگر وہ بالکل مخالف آتے تو ان سے بچنا آسان ہوتا پر وہ تو بالکل بھائی آویں گے اگرچہ باطن میں بھیڑیئے ہیں وہی لباس بھائیوں کا رکھتے ہوں گے اور دل میں فریب ہوگا۔ تو جناب مارکس صاحب پادری عماد الدین کی تحریر سے صاف معلوم ہو گیا کہ وہ جھوٹے نبی خود عیسائیوں میں سے ہی ہوں گے پھر اسی تفسیر کے صفحہ ۱۱۷ میں پادری عماد الدین لکھتا ہے کہ انجیل کی منادی اور وعظ کرنا گویا نبوت کرنا ہے۔ مسیح فرماتا ہے کہ میرے نام سے نبوت کرنیوالے وہ ہوں گے نہ میری روح میں بلکہ ان کی زبان پر میرا نام تھا اور روح ان میں ابلیس کی تھی۔

سبحان اللہ انجیل کے واعظوں کی کیا عمدہ تعریف ہو رہی ہے جن کا ایمان صرف زبانی اور اندر روح شیطانی اور اس پر خوبی یہ کہ منصب نبوت دیا جاتا ہے[1]۔ اور انجیل متی باب ۲۴ آیت ۱۱۔ اور بہت جھوٹے نبی اٹھیں گے اور بہتوں کو گمراہ کریں گے اور بے دینی پھیل جانے سے بہتوں کی محبت ٹھنڈی ہو جائیگی پادری عماد الدین اپنی تفسیر انجیل متی کے صفحہ ۳۵۹ سطر ۹ میں لکھتا ہے دنیا فریبی لوگوں سے بھری ہوئی ہے نہ صرف باہر بلکہ کلیسیا میں بہ کثرت ایسے لوگ ہوتے ہیں۔ جناب مارکس صاحب غور فرمائیں کہ پادری عماد الدین کی زبانی بخوبی معلوم ہو گیا کہ دنیا فریبوں سے بھری ہوئی ہے مگر بہ نسبت دنیا کے عیسائی احاطوں میں فریبی لوگ بکثرت ہیں اور یہ بات پادری عماد الدین کی بنا پر ہی صحیح ہے کیونکہ ہمارا بھی یہی تجربہ ہے۔ اور جناب پطرس حواری کی بھی یہی رائے تھی کہ وہ جھوٹے نبی عیسائیوں میں سے ہی ہوں گے۔ دیکھو خط دوم پطرس باب ۲ آیت اول جیسے جھوٹے نبی اس قوم میں تھے یعنی یہودیوں میں ویسے جھوٹے معلم تم میں بھی ہوں گے جو ہلاک کرنیوالی بدعتیں پوشیدہ میں نکالیں گے اور اس خداوند کا جس نے انہیں مول لیا انکار کریں گے اور آپ کو جلدی ہلاک کریں گے اور بہتیرے ان کے فساد کی پیروی کریں گے جناب پطرس کی زبانی ثابت ہو گیا کہ جھوٹے نبی عیسائیوں میں سے ہی ہوئے ہیں اور حضرت یوحنا حواری کا فرمانا بھی مطابق جناب پطرس کے ہے۔ دیکھو اول یوحنا باب ۲ آیت ۱۸۔ اے بچو یہ آخری زمانہ ہے اور جیسا تم نے سنا ہے کہ مسیح کا مخالف آتا ہے سو ابھی بہت سے مخالف ہوئے ہیں اس سے ہم جانتے ہیں کہ یہ آخری زمانہ ہے وے ہم میں سے نکلے۔ اور کتاب اعمال باب ۲۰ آیت ۲۹ میں پولوس کا قول یوں منقول ہے۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ میرے جانے کے بعد پھاڑنے والے بھیڑیئے تم میں آویں گے اور خود تم میں سے مرد اٹھیں گے جو الٹی باتیں کہیں کہ شاگردوں کو اپنی طرف کھینچ لیں۔

پادری عماد الدین کتاب اعمال کی تفسیر تذکرۃ الابرار مطبوعہ ۱۸۹۶ء کے صفحہ ۱۰۵ سطر ۱ میں لکھتا ہے۔ کہ خود تم میں سے یعنی افسیوں میں سے دیکھو ہیناؤس اور سکندر افسیوں میں سے شریر اٹھے ہیں اول تسطاؤس ۱ باب ۲۰ اور نیقلاس ایک بدعتی ایسی جگہ سے نکلا تھا جس سے نقیلائی فرقہ نکلا مکاشفات باب ۲ آیت اول سے ۶ تک اور ایک شخص فلیطس بھی تھا اسی جگہ کا دوم تسطاؤس ۲ باب ۱۷ اور وہ قیامت کا منکر ہو بیٹھا تھا ہیناؤس کے ساتھ ملکر اور فگلس اور ہرموگنس بھی نکلے تھے جو پولوس سے پھر گئے تھے۔ دوم تسطاؤس ۱ باب ۱۵ دوسرا خط تسطاؤس کا خاص افسیوں کو لکھا گیا تھا اور اسیطرح یوحنا رسول بھی افسس میں بیٹھا جلاتا ہے کہ وے ہم میں سے نکلے اگر خاص افسیوں سے مراد ہے تو اوپر دکھلایا گیا کہ کیسے کیسے اور کون کون لوگ بدعتی وہاں سے نکلے تھے اور جو لفظ تم میں سے خاص عیسائی جماعت پر اشارہ ہے تو یہ مطلب ہے کہ عیسائی بعض بدعتی فرقے بھی نکلیں گے اور بعض شریر عیسائی اٹھیں گے۔ چنانچہ ایسا آج تک دیکھتے ہیں کہ کلیسیائی ظاہر میں سے بعض شریر اٹھے ہیں اور بدعت نکالتے ہیں منہ سے بولتے ہیں کہ ہم خدا کے بے غیرت بندے ہیں مگر وہ پھاڑنیوالے بھیڑیئے ہیں اور لوگ انہیں قبول کر لیتے ہیں اسلئے کہ وہ اندر سے ہیں اندر کا دشمن مشکل سے پہچانا جاتا ہے پر باہر کا دشمن دور سے نظر آتا ہے پر جو دشمن اندر سے اٹھتے ہیں ان سے زیادہ خوف ہے۔

میں راقم اس کتاب کا کلیسیا کے اندرونی دشمنوں[2] سے اسقدر ستایا گیا ہوں کہ اتنا دکھ باہر کے دشمنوں سے میں نے نہیں پایا تب میں ان بے رحموں کی کیفیت سے زیادہ واقف ہوں انہیں ہرگز خدا کا خوف نہیں نہ کچھ پرواہ دین کے جلال کی ہے صرف پیٹ کے بندے ہیں اور وہ سہروں کو بھی پیٹ کا بندہ جانتے ہیں اور رات دن بیٹھے بیٹھے بیکار منصوبے باندھا کرتے ہیں تو یوں کہیں میں یوں کہونگا میں اسطرف سے یہ آفت اٹھاؤنگا تو اسطرف سے یوں کرونگا یہ بھائی افسوس اس فرقے کے لوگوں کے کلیسیا میں پاکیزگی اور خوبی نہیں آنے دیتے اور بھائیوں کے دل خراب کرتے ہیں اور انہیں پراگندہ کرتے ہیں لباس دینداری کا ہے مگر چاہتے ہیں کہ دوسرے لوگ مسیح کے پاس سے چلے جاویں تو ہم خوب کلیسیوں میں حکومت کریں۔ سب عیسائیوں کو اپنی طرف اسوقت دیکھنا چاہئے کہ آیا میں تو ایسا شخص نہیں ہوں۔ اور کہنا چاہئے کہ اے خداوند میں ہوں تب خداوند بتلا دیگا کہ تو نے خود کہا جناب مارکس صاحب اب تو پادری عماد الدین ڈپٹی کی کے بیان سے آپ کو اچھی طرح اور بخوبی معلوم ہو گیا کہ یہ شریر اور بدعتی لوگ جو انجیل کی منادی کرتے تھے اور واعظ کہلاتے تھے جن کے حق میں پادری عماد الدین اپنی تفسیر انجیل متی کے صفحہ ۱۱۷ میں فرماتے ہیں کہ انجیل کی منادی اور وعظ کرنا گویا نبوت کرنا ہے۔ مسیح فرماتا ہے کہ میرے نام سے نبوت کرنیوالے وہ ہوں گے میری روح میں نہیں بلکہ انکی زبان پر میرا نام تھا اور روح انہیں ابلیس کی تھی یہی شیطان مجسم انجیل سنانے اور وعظ کرنے سچائی کے دشمن عیسائیوں میں ہی ہوئے ہیں خواہ ان کو جھوٹے نبی یا فرقۂ عیسائیوں میں سے ہوئے ہیں اور زمانہ حواریوں میں یہ شریر کثرت سے ہو گئے تھے چنانچہ انہیں کیطرف میاں پولوس صاحب اشارہ کرکے فرما رہے ہیں دیکھو خط دوم قرنتیوں باب ۱۱ آیت ۱۳۔

کیونکہ ایسے لوگ جھوٹے رسول دغاباز کارندے ہیں جو اپنی صورت کو مسیح کے رسولوں سے بدل ڈالتے ہیں۔

کیوں حضرت مارکس صاحب مسیح کے رسولوں کے زمانے میں جب جھوٹے رسولوں نے اپنی صورت و شکل مسیح کے رسولوں جیسی ہی بنا لی ہوگی تو عام بندگان خدا کو ضرور دھوکہ لگا ہوگا اور اس فریب اور دھوکہ میں آکر لوگوں نے ان فریبیوں اور شکل و صورت تبدیل کرنیوالوں کو از راہ غلطی اصل رسول خیال کر لیا ہو تو جائے تعجب کیا ہے اور ان دغاباز اور جھوٹے رسولوں نے مؤلفین اناجیل کیطرح انجیلیں بھی لکھی ہوں تو ممکن ہے اور وہ انجیلیں پھیل بھی گئی ہوں اور شاید ہو سکتا ہے یہی انجیلیں جو عیسائی لئے پھرتے ہیں وہی ہوں کیونکہ انجیلوں کا شمار قریباً ستر تک ہو گیا ہے۔

اب اناجیل مروجہ حال اور دیگر انجیلوں میں مابہ الامتیاز کی کوئی صورت نہیں دل میں احتمال پیدا ہو گیا اور جہاں احتمال ہوگا وہاں یقین ہونا غیر ممکن ہے اور ہم تو یقین اناجیل کو بھی جھوٹے نبی جانتے ہیں کیونکہ انہیں علامات نبوت و پیغمبری مقرر کردہ نورس صاحب مندرجہ کتاب تیغ ولیم عیسوی مطبوعہ ۱۸۸۵ء کے صفحہ ۳ یعنی معجزہ و پیشین گوئی اور نیک چال چلن اور عمدہ تعلیم ان چاروں شرائط کا ثبوت مؤلفین اناجیل میں اصل پایا نہیں جاتا۔ اگر کوئی مرد میدان عیسائی ثبوت دے سکتا ہے تو بسم اللہ کرے اول جناب حق صاحب سے شروع کرے اور پھر وارکل مولفین اناجیل میں شرائط چہارگانہ کا ثبوت دے ورنہ بدون ثبوت نبوت و پیغمبری انکو جھوٹے نبی خیال کرے۔

الراقم

یکے از خادمان مسیح موعود علیہ السلام۔

ضروری اطلاع

خط و کتابت کرنیوالے اصحاب باوجود بار بار فہمائش کرنے کے نمبر چٹ تحریر کرنے میں تساہل کرجاتے ہیں جس سے تعمیل میں دقت پیش آتی ہے اور جواب نہیں ملتا۔

(منیجر)

---

[1] انہیں انجیلی واعظوں کو اصطلاح انجیل میں جھوٹے نبی کہا گیا ہے۔

[2] یہ اندرونی دشمنوں کا اشارہ پادری صاحب کا ان عیسائیوں کیطرف ہے جنہوں نے آپکی کتاب ہدایت المسلمین کو انشائی کرین سے نسبت دی ہے اور خاص آپ کے تثلیثی عقیدہ پر تمسخر کیا ہے۔ دیکھو اخبار عیسوی کے ریمارک ۱۲

[3] دیکھو رسالہ ۱۴ ۲۳

حکیم الامت کا وعظ عورتوں کو

(۱۳ر جولائی سنہ ۱۹۰۴ء بعد عصر)

یا ایہا النبی قل لازواجک ان کنتن تردن الحیوۃ الدنیا وزینتہا فتعالین امتعکن واسرحکن سراحا جمیلا۔ الآیۃ۔

یہ آیتیں قرآن شریف کے ۲۱ پارہ کے اخیر اور ۲۲ کے ابتدا میں ہیں جن میں خدا نے ایک گھر والیوں کو وعظ فرمایا ہے۔ اس گھر اور اس واعظ کا وعظ اور جن بی بیوں سے اوس وعظ کا تعلق ہے۔ ان کا ذکر فرمایا ہے اس سے میری غرض یہ ہے کہ واعظ تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور وہ وہ گرامی ذات ہے جس کے لئے دنیا کو یہ حکم ہوا کہ ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ کہ اگر تم کو یہ منظور ہے کہ خدا کے محبوب بنو تو اسکی اتباع کرو۔

جب انسان کسی کا پیارا بنتا ہے تو پیار کرنیوالا اپنے پیارے کی تکلیف کو پسند نہیں کرتا۔ اگر کسی غلطی کی وجہ سے وہ کسی تکلیف میں ہو تو اس کی تکالیف کو وہ دور کرتا ہے۔ مگر کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ محبوب کی تکلیف دیکھتے اور اس کو دور نہیں کر سکتے۔ اس لئے کہ ان کو طاقت دور کرنے کی نہیں ہوتی مگر خدا تو کامل قدرت اور کامل علم والا ہے۔ پس خدا نے فرمایا کہ اگر تم کو مجھ سے تعلق ہے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرو پھر تم میرے محبوب بن جاؤ گے۔ جب تم اس کے محبوب بن جاؤ گے تو ہر ایک قسم کے سامان تمہارے لئے اللہ تعالےٰ مہیا کرے گا پس اللہ تعالےٰ نے اس پاک بندے کے گھر میں وعظ کرایا اس لئے کہ ہم اوس پر عمل کرکے نفس اور ابدی آرام حاصل کریں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے وعظ کیا اور اپنی بی بیوں کو سنایا وہ بی بیاں کیسی تھیں الطیبات للطیبین۔ الآیۃ۔

پس ان بیبیوں کو وعظ سنایا۔

ہم کو اتباع کا حکم ہے۔ اس لئے یہ وعظ مجھکو دو طرح سنانے کیلئے مامور کیا جاتا ہے پہلے رسول اللہ کے اتباع کا حکم دوسرے اوس مسیح اور حقیقی نائب اور خدا کے پاک بندے نے حکم دیا ہے کہ میں تم کو وعظ سناؤں۔

اب بتاتا ہوں کہ رسول اللہ صلعم نے کیا وعظ کیا اور کیا وہ وعظ خود کیا یا خدا کے ارادہ سے کیا۔ اسمیں خدا کا ارشاد بھی بتا کر وعظ سناؤ۔ اس سے ہم کیا فائدہ اوٹھا سکتے ہیں۔ سنیں اور سنائیں اور اس کے اغراض پر غور کرکے عمل کریں۔

آجکل دنیا میں ایک بیماری ہے نہ صرف عورتوں میں بلکہ مردوں میں بھی کہ جب ہم کسی راستباز کے اعمال، احکام اور چال چلن بیان کرتے ہیں تو اوس وقت بہت لوگ شیطانی اغواء سے کہدیتے ہیں کہ یہ کام ہم سے نہیں ہو سکتا نہ ہم رسول ہیں نہ رسول کی بی بی۔ میرے نزدیک یہ کہنا کفر ہے اور خدا پر بھی الزام آتا ہے۔ اس لئے کہ اگر ہم سے ان احکام کا نباہ نہیں ہو سکتا۔ تو کیا خدا نے کوئی لغو حکم دیا ہے۔ پھر جب خدا نے نبی کی اتباع کا حکم دیا ہے۔ جبکہ ہم وہ کام کر ہی نہیں سکتے۔ تو ہمیں اون کی اتباع کا حکم کیوں۔ میرا ایمان ہے کہ جن احکام کا متبع خدا نے ہمکو بنایا ہے ہم ضرور کر سکتے ہیں۔ اور جن سے روکا ہے انسے ہم رک سکتے ہیں۔ پس میں یقین کرتا ہوں کہ خدا نے جو حکم دیئے ہیں ان کو ہم کر سکتے اور اس کے منوعات سے ہم رک سکتے ہیں۔

رسول صلعم اور آپ کی بیبیاں جب مدینہ میں تشریف لائے تو مدینہ میں کوئی مکان۔ باغ۔ زراعت یا تجارت کا سامان نہ تھا اور سب کو ایک گونہ تکلیف تھی۔ اور وہ اس قسم کی تکلیف نہ تھی جیسے آجکل لوگوں کو لنگر سے کھانا ملتا اور مکانوں میں جا رہائی ملتی۔ بلکہ اس وقت ان چیزوں میں سے کچھ بھی نہ ملتا تھا۔

پھر ایک شریر قوم یہود نے آنحضرت کے سخت جھیڑ دی یعنے دس ہزار آدمی کو باہر سے چڑھا کر لائے اور اندر سے خود تباہ کرنا چاہا۔ مگر خدا نے اون باہر والوں کو بھگا دیا اور یہود کو وہیں پاک میں ہلاک کیا۔ اور ان کے کل اموال آنحضرت کے سپرد ہو گئے۔ اسپر گھر والوں کو طبائع کی عورتوں کو خیال آیا کہ اب ہمیں آسائش ہو جاویگی اس پر حکم آیا کہ نبی اپنے گھر والوں سے کہدو کہ اگر تمہارا اصل منشاء دنیا والی زندگی اور اسکی زیب و زینت کا خیال ہے تو آؤ ہم تمہیں کچھ دیکر علٰیحدہ کر دیتے ہیں۔ اور اگر یہ منشاء ہے کہ خدا راضی ہو اس کا رسول راضی ہو۔ آیندہ سکھ پاؤ۔ تو یاد رکھو کہ خدا کسی کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ اے نبی کی بیبیو اگر تم میں سے کوئی بدی کا ارتکاب کرے گی تو اسکو دوہرا عذاب ملیگا اور یہ بات خدا پر آسان ہے اور جو کوئی تم میں سے خدا اور رسول کی اطاعت کریگی اور عمل صالح کریگی دوگنا اجر دینگے۔ اے نبی کی بیبیو تمہارا علم عورتوں کیطرح تو نہیں۔ جبکہ تم نے متقی بننے کا ارادہ کیا ہے تو کوئی ایسی بات نہ کرو کہ تمہیں کسی شریر کا لحاظ پایا جاوے۔ اور ایسی بات کہو جو بھلی اور پسندیدہ ہو۔ اور اپنے گھروں میں بیٹھی ہو۔ اصحابیوں کیطرح باہر نہ نکلا کرو۔ اور درست رکھو نماز کو اور دیتے رہو زکوٰۃ کو اور اطاعت کرو خدا اور رسول کی تحقیق ارادہ کر لیا ہے خدا نے یہ کہ دور کر دے۔ تم سے ہر قسم کی ناپاکی۔ اے گھر والو۔ اور تمہیں پاک کرے۔

اب غور کرو یہ نبی کی بیبیوں کا حکم ہے تم میں اگر ہماری ام المومنین ہیں۔ تو حکم پہلے ان کے لئے ہے۔ کہ تمہارے لئے دنیا اور اوسکی زینت کا ارادہ کرنا۔ خدا کا منشاء نہیں جب وہ خدا اور رسول اور یوم آخرۃ کا ارادہ کریں گی تو خدا وہ ضائع نہ کرے گا۔ اور اگر تم سے کوئی غلطی ہوگی تو دوہرا عذاب ہوگا کیونکہ ان کے چال چلن کا اثر دوسری عورتوں پر پڑے گا۔ اگر وہ اپنے خاوند کے حالات پر غور نہ کریگی اپنا نیک نمونہ دوسری عورتوں کو نہ دکھاوینگی تو بہت بڑا جواب دہ ہونا پڑیگا۔ خدا کا منشاء ان کیلئے بھی وہی ہے جو رسول اللہ کی بیبیوں کیلئے تھا۔

اب جسقدر بیبیاں اسکے ماتحت ہیں۔ لازمی ہے کہ وہ ان کا نمونہ اختیار کرینگی۔ ہماری ایک چھوٹی سی بچی ہے وہ عقل نہیں رکھتی پر ہمیں کیکر کا فذ قلم۔ دوات سے لکیریں ڈالتی رہتی ہے پس جبکہ انسان کی جبلت سطر چیر داخل ہوتی ہے تو عورتیں بھی نمونہ کی محتاج ہیں۔ بہت سی عورتیں باہر سے آتی ہیں۔ اگر وہ وہی نمونہ یہاں آکر بھی دیکھیں جو ان کے اپنے دنیاوی گھروں میں ہے تو پھر وہ سست اور کاہل ہو جاوینگی۔ پھر اگر یہاں جستی اور نیکی اور دینداری کا نمونہ دیکھیں گی تو خود بخود نمونہ بنیں گی۔

پھر آپ کا چال چلن ایسا ہو کہ دوسری عورتیں اسے دیکھکر نیکی کا نمونہ بنیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کا ایک نمونہ صرف ایک نمونہ سناتا ہوں وہ ایک ایسی بی بی کا ذکر ہے کہ حقیقت میں ہماری ام المومنین کی ماں تھی۔ سچا فخر سے انسان حاصل کر ہی نہیں سکتا جبتک نکاح سے لباس حاصل نہ کرے کیونکہ بہت سے تعلقات اور نرمیاں اور اخلاص اس رشتہ سے کرنے پڑتے ہیں جیسے ایک حدیث میں پڑھا ہے کہ یہ بطال لوگ جنکا کوئی رشتہ بی بی بچہ نہیں بڑے ناقابل اعتبار ہیں۔

پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعثت کے وقت پہلے پہل جب اپنا دعوےٰ اظہار کیا وہ ایک بی بی خدیجہ تھیں نہیں ساتھ ہی اس بی بی کو یہ بھی کہا کہ میں مامور ہوا ہوں اسلئے اپنی جان کا بھی مجھے ڈر ہے۔ یہ تو تعجب انگیز نہیں۔ اسوقت ہمارے مرشد و مولا بھی تو تنہا ہیں۔ ہندو سکھ آریہ عیسائی۔ شیعہ وغیرہ وغیرہ کل قومیں دشمن رشتہ دار دشمن۔ پھر آپ موجود نہیں۔ غرض اندرونی بیرونی دنیا دشمن ہو رہی ہے۔ پر خدا بندوں کی حفاظت کر سکتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ میں خود ابھی تک اس حد تک نہیں پہونچا جسے میں چاہتا ہوں۔ میں نے اس کی پاک زبان سے سنا ہے کہ میں ایک ایسے جنگل میں جانا چاہتا ہوں جسکی راہ میں اسکے کانٹے ہیں پھر ہم بظاہر دیکھتے ہیں کہ ہمیں کوئی دشواری نظر نہیں آتی۔ مجھکو جیسا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلٰی محبت ہے ویسا اس بی بی سے بھی اسیطرح کی محبت ہے۔

اس بی بی نے اس وقت آنحضرت کو کیا جواب دیا اور کیسا پاک اور پیارا جواب دیا جو بخاری میں درج ہے۔ کہ میری روح آپ پر قربان ہو۔ آپ نے فرمایا۔ کلا واللہ۔

نہیں حضور ہرگز نہیں ہو سکتا۔ خدا کی قسم خدا آپ کو کبھی ذلیل نہیں کرے گا۔ آپ تو رحم کا بڑا بھاری لحاظ کرتے ہیں۔ پس رحم کے لحاظ سے بیوی کے رشتہ داروں سے محبت کیجاتی ہے جو شخص ایسا لحاظ کرتا ہے پیارے خاوند وہ ذلیل نہیں ہوتا۔

پس تم بھی رشتہ داروں سے خاص طور پر پیار اور محبت کرو کہ خدا ذلت سے بچائے۔

آپ تو دکھیاروں کے دکھ اٹھاتے ہو اور دکھیوں اور رشتے ماندوں کی مدد کرنیوالا خدا کے حضور ذلیل نہیں ہوتا۔

پھر آپ کے حضور جو لوگ آتے ہیں وہ وہ چیز پاتے ہیں۔ جو جہان میں کہیں سے نہیں مل سکتی یعنے خدا کے قرب کی راہیں آپ سے ملتی ہیں۔ اور آپ سچ بولتے ہیں۔ اور ضرورتوں کے وقت آپ ہمیشہ لوگوں کے شریک ہوتے ہیں اسیلئے آپ کبھی ذلیل نہیں ہوتے۔

پس یہ ایسی باتیں ہیں کہ جو سچے طور پر رسول کی رسالت کو ثابت کرتی ہیں۔ یہ کلمہ اوس بی بی کے منہ سے نکلا ہوا ہزاروں ہزار لوگوں کیواسطے راہ ہدایت ہوا جب لوگ دیکھتے کہ پندرہ برس کی تجربہ کار بی بی ایسے الفاظ کہتی ہے تو سوائے ماننے کے اور کیا کہہ سکتے۔

اسی قسم کا ایک نمونہ ہونے کیلئے خدا نے قرآن آیات میں ارشاد کیا ہے۔ کہ جو عورتیں رسول کے گھر میں رہتی ہیں۔ خدمتگار ہوں یا اصیل ہوں۔ خدا تمہارے لئے چاہتا کہ تمہارا اصل ارادہ زینت دنیا نہو بلکہ خدا اور رسول کی اتباع اور آخرت کی بھلائی ہو۔

تمہاری غلطی دوہری غلطی نہ ہو۔ کیونکہ غلط کار اپنی غلطی کا آپ ہی پھل اٹھاتا۔ پس جسکی غلطی دیکھکر دوسروں نے اثر پذیر ہوتا ہے۔ اس کو دو غلطیوں کا پھل ملیگا۔ اسیطرح تمہارے لئے نیکی کے عوض میں اجر بھی دوہرا ہے۔ مثلاً اگر ہمارا چال چلن برا ہے تو ہم اول تو خدا کے گناہ کرتے ہیں۔ دوسرا اپنے امام پر الزام لگاتے ہیں کہ اس کے ہمنشینوں کے اعمال کیسے ہیں تو خود اس کے کیسے ہوں گے۔

پس تم بھی دوہری جواب دہ ہوگی اول اپنی ذات میں۔ دوسرے وہ نقص بھی تمہارے ذمہ ہے جو تم کو دیکھکر دوسری عورتوں نے تمہاری اتباع کا نمونہ پکڑا۔

خدا کی اتباع کرو تا کہ خدا تمہارے کل ولد بہرہ ور کرے اور تمپر اپنی مہربانی کرے۔

واعظ باتیں تو بہت کرتا ہے۔ پر میں دیکھتا ہوں کہ واعظ کو مشکلات بھی بہت ہیں۔ میں بچپن سے وعظ کرنیکا عادی ہوں۔ پر مجھے بہت تجربہ ہوا ہے کہ واعظ کو وعظ میں بڑی بڑی دقتیں پیش آتی ہیں۔ اگر واعظ صرف یہی بات کہے کہ نیکی عمدہ چیز اور بدی بری چیز ہے۔ تو پھر یہ تو ہر ایک فرد

بلکہ برا سمجھا جاتا ہے۔ اس کے بیان کی حاجت کیا ہے۔ گو وعظ کرنے سے تفسیر میں وقت ہوا کرتی ہے۔ اول کوئی شخص ان بداعمالیوں اور بیماریوں میں مبتلا ہے جو وعظ بیان کر رہا ہے پر وہ سمجھتا کہ واعظ مجھکو بر سر عام بدنام کر رہا ہے اور واعظ سے بدظن ہو جاتا ہے۔ یا وہ کہو کہ یا ظلم ہو گیا ہے۔ یا وعظ کو بھی اس میں قصور ہے کیونکہ اگر کہو کہ ان بیماروں کا ذکر نہ کرو لوگ سمجھتے کہ مجھے طعنہ دے رہا ہے۔ اگر جب بیچ تو وعظ کیا ہوا۔ پس بیبیوں کو ان باتوں سے بھی آگاہ رہنا چاہئے کہ اگر میں بیان میں کسی ایسی بیماری کا ذکر کروں جو کسی کے اندر موجود ہو تو وہ یہ بدظنی نہ کرے کہ میں اس کو بدنام کرنا چاہتا ہوں یا اس کو طعنہ دے رہا ہوں۔

میں تمہارے گھر کو قابل عزت سمجھتا ہوں اور اس پر جان و مال قربان کرنے کو طیار ہوں اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ بالکل سچ ہے اگر اب بھی تم ایسے الزام لگاؤ تو میں بری ہوں میری غلطی ہے کہ انسانی کمزوری سے انسان دوسرے کی غلطی دیکھ کر بدظن ہو جاتا ہے۔ مگر خدا کے نزدیک ایک میزان ہے جس کے لئے فرمایا۔ من ثقلت موازینه فهو فی عیشة الراضیه ۔ پس میری طبیعت میں خدا تعالیٰ نے یہ بات رکھدی ہے کہ انسان کے بہت سارے اعمال صالح پر نظر ڈالا کرتا ہوں۔ کیونکہ خدا نے فرمایا ہے خلطوا عملا صالحا وآخر سیئا۔

پس جب ہم کسی بدی یا بیماری کی تفسیر کرتے ہیں تو یہ ارادہ نہیں ہوتا کہ کسی کو نشانہ بناویں بلکہ اس لئے کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کوئی ایسی تحریک پیدا کر دے کہ ان کے اندر سے بیماری دور ہو جائے پس میں عورتوں کی بیماریوں کا ذکر کروں گا کیونکہ مجھکو اول بات یاد نہیں ہوتی۔

(۱) عورتوں کی عادت بددعا کی ہوتی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک ہوشیار عورت نے پوچھا کہ یا رسول اللہ آپ جو فرماتے ہیں کہ جہنم میں عورتیں بہت جاویں گی اسکی کیا وجہ ہے فرمایا اس لئے کہ تم بڑی لعنت دینے والی قوم اور خاوند کی کافر ہو۔ ایک انسان تمام عمر تمہارے ساتھ نیکی سے گذار دے پھر اگر کبھی کوئی تکلیف سے تم کو پہنچ جاوے تو کہتی ہو کہ تم سے کبھی سکھ نہیں پایا۔ اسیطرح اولاد۔ جان۔ مال کو بددعا دیتی ہیں پر ایک وقت ایسی ہوتی ہے کہ وہی دعا قبول ہو جاتی۔ جریج نام ایک شخص کو ان کی ماں نے نماز میں بلایا۔ اور اس نے تین دفعہ بلایا۔ انہوں نے ماں کو تو کچھ جواب نہ دیا پر نماز میں دعا کی کہ خدایا امی صلوات دامی مگر اس عورت نے کہا کہ خدایا یہ بڑا نیک بنا پھرتا ہے اسکو موت نہ دیجیو جبتک کنچنی کا منہ نہ دیکھے۔ چنانچہ ایک فاحشہ نے اس کو بدی کیلئے بلایا اس نے انکار کیا مگر اس نے انکار کیا مگر اس کو کسی اور جگہ سے

حمل ہو گیا۔ جب بچہ پیدا ہوا تو عورت نے اور سیکھ کر کیا لوگوں سے اس کو مارا مگر اس بچہ نے اسکی بیت کی گواہی دی پس بیبیوں کو چاہئے ایسی باتوں میں خوب بٹھا سے کام لیں۔

ایک بی بی کے پاس ایک سوار گذرا۔ بچہ کو وہ دودھ پلا رہی تھی کہا خدایا میرا بچہ بھی ایسا ہی امیر ہو مگر اس بچہ نے کہا خدایا میں ایسا بننا نہیں چاہتا۔ پھر ایک پٹتی ہوئی عورت گذری تو اس بی بی نے کہا کہ خدایا میرے بچہ کو ایسا نہ کرو۔ اس بچہ نے کہا کہ خدایا مجھے عزت والا ایسا کرو۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ وہ امیر ظالم تھا اور وہ عورت نیک تھی۔

(۲) غیبت عورتوں میں مشہور ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اپنی زبان کو قابو میں رکھو۔ صحابہ نے عرض کیا۔ کیا ہم زبان سے بھی پکڑے جاویں گے۔ فرمایا زبان دوزخ میں اوندھا گرا دیتی ہے۔ جتنی غیبتیں ہیں یہ قاعدہ ہے کہ انسان دوسرے کو حقیر سمجھتا ہے ابلیس کا گناہ تھا ہی کہ انا خیر منه۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ایک دوسرے پر ٹھٹھا کرو ممکن ہے کہ وہی تم سے اچھا ہو۔ زبان کو قابو میں رکھنا بڑی خوبی کی بات ہے انسان زبان سے ہی مومن اور زبان ہی سے کافر بنتا ہے تو اور اسی سے مومن اور اسی سے منافق بنتا ہے

(۳) تیسری بات ہماری پاک کتاب میں سورہ نور ہے۔ تم میں جو پڑھی ہوئی ہیں وہ پڑھکر عمل کریں اور جو پڑھنا نہیں جانتیں وہ دوسروں سے سنکر عمل کریں۔ اس نقل سے پہلے جو خدا تعالیٰ کا مجھے مرزا صاحب سے تعلق ہے کیا ہے۔ میرا سورۂ نور سے ایک بڑے بھی مجھے نقل کرتا رہا ہے جنہیں سے ایک یہ نقل تھا کہ میں شاہ عبدالغنی صاحب کا مرید تھا۔ انہوں نے فرمایا تھا کہ اہل ہند نے سورۂ نور پر عمل ترک کر دیا ہے بلکہ اپنے لئے اسکو منسوخ ہی سمجھ لیا ہے۔ پس تم اسپر ضرور غور کرو اور میں سب سے پہلے زنا کی مذمت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر ایک عضو زنا کرتا ہے پس انسان ہر ایک عضو کا نگہبان بنے۔

خدا تعالیٰ نے اس سورۃ شریف میں فرمایا ہے کہ زانیہ کی سزا کیوقت نیک لوگ موجود ہوں اور اس پر رحم قریب بھی نہ آوے۔ وہاں حضرت صدیقہ کا ذکر فرمایا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبی ہی کنواری بی بی ہیں۔ ان کا درجہ میرے نزدیک حضرت خدیجہ سے کچھ بھی کم نہیں۔ میں تم کو ایک نمونہ سناتا ہوں۔ یہ ایک ایسی نوبیاہی لڑکی۔ اور نبی کریم کے چال چلن پر گہری نظر کرنیوالی بی بی ہے کہ عقل حیران ہو جاتی ہے اسکا ایک ایک لفظ معرفت کا بھرا ہوا اور جامع ہے کسی صحابی نے اس بی بی سے پوچھا کہ آنحضرت تہجد کسطرح پڑھتے تھے۔ فرمایا کیا تو نے قرآن نہیں پڑھا ایک شخص نے اس بی بی سے آنحضرت کی سوانح عمری دریافت کی فرمایا کان خلقه القرآن یعنے قرآن اگر کوئی قول ہے تو نبی کریم اس کا عامل ہے۔ دیکھو ایک لفظ میں نقشہ کھینچ دیا ہے۔

اس بی بی نے امت پر بڑا احسان کیا ہے۔ حضرت عمرؓ جیسے جلال والے انسان کا مقابلہ قرآن کریم سے ہی کرتی تھی۔

اس بی بی پر لوگوں نے اتہام لگایا تھا۔ ان کے گلے میں ایک ہار تھا۔ کس چیز کا۔ سلیمانی منکے اور کچھ لونگ اس میں پروئے ہوئے تھے وہ لشکر سے پاخانہ پھرنے گئیں تو وہاں ہار ٹوٹ پڑا اس کو چننے لگیں۔ یہ نو برس کی بیاہی گئیں اور ۱۸ برس کی بیوہ بھی ہو گئیں تھیں اور ۶۳ برس کی عمر میں فوت ہو گئیں تھیں اس عرصہ میں مسلمانوں کے بہت انقلاب دیکھے چونکہ بہت ہلکی پھلکی تھیں ساربانوں نے ان کا ہودہ اونٹ پر کسدیا اور چل دیئے کسکو معلوم نہ ہوا کہ آپ اس میں نہیں ہیں۔ جب یہ جنگل سے واپس اس مقام پر آئیں تو دیکھا کہ قافلہ چلا گیا ہے جوانی کے ایام تھے۔ نیند نے غلبہ کیا اور سو گئیں

ایک شخص ہمیشہ لشکر میں پیچھے رہتا ہے کہ گری پڑی چیز اٹھا لاوے چنانچہ صفوان صحابی اس کام پر مامور تھا۔ جب اس نے دور سے بی بی کو پڑا ہوا دیکھا تو سمجھا کہ کوئی عورت فوت ہو گئی ہے اور یہیں چھوڑ کر قافلہ چلا گیا ہے۔ اور زور سے انا للہ پڑھا۔ آواز سنکر آپ جاگ اٹھیں۔ پھر صفوان نے ان کو اونٹ پر سوار کیا اور خود آگے آگے ہوا اور وہ پھر لشکر میں لیکر پہنچا لیکن بہت سارے شریر اور بدگمان لوگوں نے کہا کہ شاید کسی بدی کیوجہ سے بی بی پیچھے رہ گئی ہیں۔ جب یہ خبر آنحضرت کو پہنچی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان دنوں بیمار تھیں ان دنوں گھروں میں پاخانہ نہیں ہوتا تھا ایک روز آپ باہر پاخانہ کو گئیں تو ایک بڑھیا ساتھ تھی ساتھ والی بڑھیا راستے میں گر پڑی اسکو وہ بات دل میں نہیں رکھ سکتیں گر کر اپنے بیٹے کو سخت گالی نکالی۔ بی بی نے منع کیا۔ غرض تین دفعہ اسیطرح کیا اور تین دفعہ بی بی نے منع کیا۔ تو کہنے لگی کہ تجھے خبر نہیں۔ تجھپر لوگوں نے تہمت لگائی ہے۔ اور اسمیں میرا بچہ بھی شریک ہے۔ اسلئے اسکو گالی دیتی ہوں۔ پس صدیقہ اسیدن اپنے میکے میں چلی آئی۔ ایک مہینے کے بعد آنحضرت اس کے پاس آئے اور کہا عائشہ اگر تجھ سے غلطی ہوئی ہے تو استغفار کر اگر نہیں ہوئی تو خدا تعالیٰ مجھے وحی سے آگاہ کردیگا اس سے معلوم ہوا کہ یہ لوگ غیب کی کنجیاں اپنے ہاتھ میں نہیں رکھتے بہت لوگ ان کو خدا کا بخشش سمجھتے ہیں یاد رکھو کہ خدا بڑا بادشاہ ہے۔ کل انبیاء۔ اولیاء۔ مرسل۔ اوس کی قوت کے نیچے رہتے ہیں اور جس کو وہ چاہتا ہے اس کو اطلاع دیتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے قرآن کی آیات نازل کیں اور اس بی بی کا پاک اور مطہر ہونا بتلایا۔ فرمایا۔ لولا اذ سمعتموه ظن المومنون

والمومنات بانفسهم خیرا۔ الآخرہ۔

جب عائشہ رضی اللہ عنہا سے جتنیں تم لوگوں نے برا فقرہ سنا تھا تو نیک گمانی سے کیوں کام نہ لیا پس میں نہیں یہی فقرہ سنانا چاہتا ہوں کہ نیک گمانی سے کام لیا کرو۔ خدا فرماتا ہے کہ کیوں تم نے ایسی باتیں سنکر نہ کہدیا کہ ہمیں ایسی بات کہنا مناسب نہیں۔ پس یہ عیب مردوں میں بھی ہے پھر عورتیں اسپر بڑے بڑے منصوبے باندھتی ہیں۔ اور اس پر بڑے بڑے حکایات چلاتی ہیں۔ پس خدا نے اس سے منع کیا ہے اس سورہ شریف میں ایک اور حکم فرمایا ہے الخبیثات للخبیثین۔ والخبیثون للخبیثات الآیۃ یعنے اچھوں کیلئے بیبیاں بھی اچھی ہوتی ہیں اس کے واسطے برے کلمات نہ نکالو۔

پھر فرمایا کہدو۔ قل للمومنات یغضضن من ابصارهن۔ الآیۃ کہ اپنی آنکھیں نیچے رکھیں شرمگاہوں کو محفوظ رکھیں اور اپنی زینت کو نہ دکھاویں سوائے خاوندوں اور باپوں وغیرہ کے اور سوائے اپنی خاص عورتوں کے۔ اس پر بھی مجھے حیرت ہے کہ بہت کم عمل ہے۔ بہت سی عورتوں نے بھی پردہ لازم ہے۔ ہر ایک عورت بیبی پر ولازم

(نمبر ۴) ایک اور بات ہے بعض عورتیں قسم قسم کے دکھوں میں مبتلا ہو جاتیں۔ اور عورتیں ان کا طعنہ یا ملامت کرتی ہیں۔ ایسی عورتیں بڑی بدطینت ہوتی ہیں۔ مثلاً اگر بیوہ کو نکاح کرنا موجب ملامت ہے۔ تو جناب خدیجہؓ کے نبی کریم سے پہلے خاوند تھے۔ پس ایسی طاعن کسکو طعنہ دیتی ہے۔ بلکہ نبی کریم کی ساری بیبیوں میں سے صرف حضرت عائشہؓ صدیقہ کنواری تھیں طلاق بھی آنحضرت کے زمانہ میں ہوا کرتی تھی۔ چنانچہ حضرت زینب کو آنحضرت نے آزاد کرکے زید سے نکاح کرایا۔ مگر اس نے طلاق دی پس پھر بڑی بدقسمت ہے وہ عورت جو طلاق کو طعن دیتی ہے۔

پھر قرآن نے حکم دیا ہے۔ کہ اے ایمان والو تمہارے گھر میں تین وقتوں میں غیر مرد اور نابالغ لڑکے نہ آویں۔ قبل از نماز فجر۔ دوپہر اور بعد عشاء کے۔ کیونکہ یہ خاص احتیاط کا وقت ہے

پھر اگر بوڑھی عورت بھی ہو تو اپنے کپڑے احتیاط سے رکھے اور اپنی زینت دوسرے پر ظاہر نہ کرے۔ پھر کچھ مال خدا نے مردوں کا اور عورتوں کا بنایا ہے۔

(۵) ایک اور عیب ہے۔ کہ بہت سی لباس پہننے والیاں ہیں پر خدا کے نزدیک ننگیاں ہیں۔ بہت لباس خدا اور رسول کو پیارا نہیں ہوتا۔

(۶) بعض عورتیں اولاد کے صدمہ پر الفاظ ناشائستہ کہدیتی ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا اس صابرہ کو دوزخ سے بچالیتا ہے۔ جو اولاد کے صدمہ پر صبر اور استقلال دکھاتی ہے۔

نور الدین